مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

فروری/2026

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

اس شمارہ میں خاص

1: پیغام صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 2: حضرت مصلح موعودؓ کے دو دلچسپ سمجھوتے 3: حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ قرآنی تاریخ کی حقانیت کا ثبوت

پیشگوئی مصلح موعودؓ

بِاِلْھَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِعْلَامِہٖ عزّ و جلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جَلَّشَانُہٗ وَ عَزَّ اسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا۔ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں" (یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے) "اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو انکار اور تکذیب کی راہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اُس کا نام عَنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیّوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔" (آگے آپؑ نے فرمایا کہ) "(اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند، گرامی ارجمند، مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ، مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ۔ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رَستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۴۷)

ماہنامہ از قادیان دارالامان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

فروری 2026ء

شعبان، رمضان 1447 ہجری قمری

تبلیغ 1405 ہجری شمسی

نگران

نیاز احمد نائک
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

نیاز احمد نایک

نائب ایڈیٹر

فواد احمد ناصر، احسان علی او کے
مصور احمد مسرور

مینیجر

مدثر احمد گنائی

مجلس ادارت

بلال احمد آہنگر، مرشد احمد ڈار،
سید گلستان عارف

مقام اشاعت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 220 روپیہ، بیرون ملک :: 150 $
قیمت فی پرچہ: 20 روپیہ

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی ﷺ	3
کلام الامام المہدیؑ / امام وقت کی آواز	4
خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 20 / جون 2025ء	5
خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	8
برف باری اور مہدی کی یاد دہانی	10
حضرت مصلح موعودؓ کے دو دلچسپ سمجھوتے	13
قرآن مجید اور عہد حاضر کے جدید سائنسی انکشافات حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم کارنامہ	16
حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ قرآنی تاریخ کی حقانیت کا ثبوت	19
گوشۂ ادب	21
بنیادی مسائل کے جوابات	22
فتاویٰ حضرت مصلح موعودؓ	25
Diary Dose	26
بزم اطفال	28
ملکی رپورٹس	30
Health & Fitness	31
سائنس کی دنیا	32
The Advent of the Promissed Messiah & the Fulfilment of a Grand Prophecy	36
Summary of the Friday Sermon	40

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. **Editor:** Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

تاریخِ اسلام میں بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو محض اپنے عہد کی نمائندہ نہیں ہوتیں بلکہ آنے والے زمانوں کی فکری، روحانی اور تنظیمی سمت کا تعین بھی کر دیتی ہیں۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ،حضرت مصلح موعودؓ، ایسی ہی ہمہ جہت اور غیر معمولی شخصیت ہیں جن کی ذات عشقِ قرآن، بصیرت افروز قیادت اور الٰہی پیشگوئی کے جلالی ظہور کا حسین امتزاج ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ نہایت کم عمری ہی میں قرآنِ کریم سے گہرااور غیر معمولی تعلق قائم ہوگیا۔سترہ برس کی عمر میں ''چشمہ توحید'' جیسے عمیق اور فکری موضوع پر پبلک تقریر، اور ۱۹۰۲ء میں درسِ قرآن کا آغاز، اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ قرآنِ کریم محض تلاوت نہیں بلکہ فکر، تدبر اور عمل کے ساتھ آپؓ کی زندگی کا محور بن چکا تھا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو آپؓ منصبِ خلافت پر فائز ہوئے اور نصف صدی سے زائد عرصے تک امت کی رہنمائی فرمائی۔

یہ طویل عہدِ خلافت جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک سنہرا دور ثابت ہوا۔حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر وتقریر کے ذریعے اپنے عمیق علم وعرفان سے دنیا کو بہرہ مند فرمایا۔ ہزاروں تقاریر، دروس اور خطبات ارشاد فرمائے جن کا مرکزی نقطہ قرآنِ مجید رہا۔قرآنِ کریم کے معارف کوعصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق نہایت حکیمانہ اور دل نشین انداز میں پیش کیا گیا۔ یہ علمی خزانہ اخبارات ورسائل میں محفوظ ہوا اور بعد ازاں مستقل کتابی صورت میں بھی منظرِ عام پر آیا، جو آج بھی اہلِ علم اور طالبانِ حق کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

خصوصی طور پر علمِ تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمات بے مثال ہیں۔ تفسیر کبیر، تفسیرِ صغیر، تفسیر حقائق القرآن، درس القرآن اور معارف القرآن جیسی عظیم الشان تصانیف نے قرآنِ کریم کے فہم کو ایک نئی جہت عطا کی۔تفسیر کبیر، جو گیارہ جلدوں اور ہزارہا صفحات پر مشتمل ہے، قرآنِ کریم کے عقلی، روحانی اور عملی معارف کا ایسا جامع ذخیرہ ہے جس نے عالمِ تفسیر کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ مجموعی طور پر تفسیری لٹریچر کے صفحات کی تعداد ہزاروں میں پہنچتی ہے، جو آپؓ کی غیر معمولی علمی وسعت کا بین ثبوت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت محض علمی نہیں بلکہ عملی اور تنظیمی میدان میں بھی مثالی تھی۔ آپؓ نے جماعت کے نظم و ضبط، اتحاد و اتفاق کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا، ذیلی تنظیمیں قائم فرمائیں، مختلف تحریکات کا آغاز کیا اور ان کی قدم قدم پر راہنمائی فرمائی۔ انہی بابرکت کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج بفضلِ الٰہی جماعت احمدیہ دنیا کے طول وعرض میں قائم ہے اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا میں احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

درحقیقت حضرت مصلح موعودؓ کی ذات اس عظیم الشان پیشگوئی کا جلالی اور جمالی ظہور تھی جو حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بیان فرمائی۔ پیشگوئی مصلح موعود

''اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

(اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء)

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

سلیق احمد نائک

اَلْقُرْاٰنُ الْكَرِيْمُ

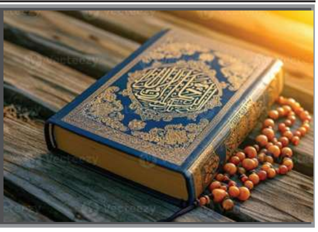

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (القدر : 6)

غرض نبی کی وفات کے معاً بعد سے روحانی لحاظ سے رات کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے نبی کی وفات طلوع فجر پر دلالت کرتی ہے اور معاً بعد سے طلوع آفتاب یعنی ظاہری کامیابیوں کا نظارہ نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ ایسا ہی مسیح ناصری اور موسیٰ کے زمانہ میں ہوا اور ایسا ہی اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا۔ آپ کے زمانہ میں جو آخری جلسہ ہوا اس میں سات سو آدمی جمع ہوئے تھے۔ مجھے یاد ہے آپ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے تو ریتی چھلہ میں جہاں بڑ کا درخت ہے وہاں لوگوں کی کثرت اور ان کے اژدہام کو دیکھ کر آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے ہمارا کام ختم ہو چکا ہے کیونکہ اب غلبہ اور کامیابی کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں۔۔۔ مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ حالت ہے کہ صرف درس میں ہی آٹھ آٹھ سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو کہیں باہر سے نہیں آتے بلکہ قادیان میں رہنے والے ہیں اور جلسہ سالانہ پر تو خدا تعالیٰ کے فضل سے پچیس تیس ہزار آدمی باہر سے اکٹھا ہو جاتا ہے۔ غرض ہمارا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی پر ترقی کر رہا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں کوئی نہ کوئی شخص بیعت میں شامل نہ ہو۔ ترقی اور عروج اور طاقت میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 13 صفحہ 500)

اِنْفَاخُ النَّبِيِّ ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رضى الله عنه قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ {وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ} قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلاَثًا، وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ " لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلاَءِ "

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ: ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ پر سورہ جمعہ نازل کی گئی۔ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے متعلق حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ کون ہیں؟ تو آپؐ نے اس کا ان کو جواب نہیں دیا۔ پھر انہوں نے تین بار پوچھا اور اس وقت ہم میں سلمان فارسی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمانؓ پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو تو ان میں سے کچھ مرد یا فرمایا ایک مرد اس تک پہنچ جائیں گے۔

بخاری کتاب التفسیر باب قَوْلُهُ {وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ}.

کَلَامُ الْاِمَامِ الْمَہْدِیِّ ؑ

حدیث یتزوج و یولد لہ کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ المسیح الموعود یتزوج ویولد له ففی هذا إشارة لَہٗ
فَفِی إِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا تُشَابِہُ آبَاہُ وَ لَا یا باہُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکَرَّمِیْنَ "

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہو گی۔
اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہو گا نہ کہ مخالف، اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہو گا"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 578 روحانی خزائن جلد 5)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آجکل ان دنوں میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں پیشگوئی مصلح موعود کی مناسبت سے یوم مصلح موعود کے جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ 20/فروری کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی تھی جس کی مختلف خصوصیات بیان کی گئی تھیں۔ اس بارے میں اشتہار شائع فرمایا تھا۔ یہ اشتہار 20/فروری 1886ء کو شائع ہوا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس مناسبت سے جہاں ممکن ہے وہاں 20/فروری کو یوم مصلح موعود منایا جاتا ہے اور جہاں اس تاریخ کو سہولت میسر نہ ہو وہاں تاریخیں آگے پیچھے کر لی جاتی ہیں۔ یوم مصلح موعود کا منایا جانا اور اس کے حوالے سے جلسے منعقد کرنا اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم پیشگوئی کے پورا ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش کی وجہ سے۔ یہ وضاحت مَیں نے اس لئے کی ہے کہ بعض لوگ اور یہاں کی نئی نسل، نوجوان یا کم علم یہ سوال کرتے ہیں کہ یوم مصلح موعود جب مناتے ہیں تو پھر باقی خلفاء کے یومِ پیدائش کیوں نہیں مناتے۔ ایک تو یہ بات واضح ہو کہ یہ دن حضرت مصلح موعود کی پیدائش کا دن نہیں ہے۔ آپ کی پیدائش تو 1889ء میں 12/جنوری کو ہوئی تھی۔

ان جلسوں میں جو آجکل ہو رہے ہیں پیشگوئی کا ذکر اور آپ کے کارہائے نمایاں کی باتیں سن کر جہاں ہمیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات کے بڑھتے چلے جانے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں وہاں اپنی حالتوں کے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ احمدیت کی ترقی کے لئے ایک عزم کے ساتھ ہر فرد جماعت کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کو نکھارنا اور استعمال کرنا ضروری ہے۔ اگر ہم یہ کریں گے تو ہم احمدیت کی ترقی کو اپنی زندگیوں میں پہلے سے بڑھ کر پورا ہوتے دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 23 فروری 2018)

خطبات وخطابات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰؍جون ۲۰۲۵ء بمطابق ۶؍احسان ۱۴۰۴ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

غزوہ مکّہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کے لیے روانہ ہونے سے پہلے ذکر ملتا ہے کہ ایک صحابی نے اپنی ناسمجھی میں آنحضور ﷺ کے اِس سفر کی اطلاع مکّہ والوں کو دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس کی اطلاع دے دی اور یوں آنحضور ﷺ کے اس منصوبے کی اطلاع کافروں کو نہ پہنچ سکی۔ مدینے میں جب مکے جانے کی تیاریاں شروع ہوئیں تو ایک بدوی صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کی طرف ایک خط لکھ کر اطلاع دینے کی کوشش کی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرف روانگی کا پروگرام بنا چکے ہیں۔ آپؓ نے یہ خط ایک عورت کو دیا کہ وہ اس خط کو مخفی رکھتے ہوئے مکہ والوں کو پہنچا دے۔ اس عورت نے خط کو اپنے سر کی چوٹی میں رکھ لیا اور عام راستے سے ہٹ کر مکّہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خط کے متعلق آپؐ کو اطلاع دے دی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور ایک دوسرے صحابی کے ساتھ انہیں روانہ کیا تا کہ وہ یہ خط لا سکیں۔ اِن صحابہ نے اُس عورت کو جا لیا اور خط کا تقاضا کیا، ابتداءً اُس عورت نے انکار کیا تاہم سختی سے پوچھنے پر خط نکال کر پیش کر دیا۔ حضرت علیؓ وغیرہ اُس عورت کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے کہا کہ مَیں غدار نہیں ہوں، بس مَیں نے چاہا کہ اہلِ مکّہ پر میرا کوئی احسان ہو جس کے بدلے میں میری جائیداد اور بال بچے محفوظ رہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے پس تم بھی اس کے متعلق بھلی بات کے سِوا کچھ نہ کہو۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کیا یہ غزوہ بدر میں شامل نہیں تھا۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

اس کے بعد آنحضور ﷺ نے سفر شروع کیا۔ آپؐ مہاجرین، انصار اور عرب کے دوسرے لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے جبکہ رمضان کے دس روز گزر چکے تھے۔ مسند احمد کی روایت کے مطابق آپؐ ۲؍رمضان کو مدینے سے روانہ ہوئے، شارح بخاری علامہ ابن حجر نے بھی ۲؍رمضان والی روایت کو ترجیح دی ہے۔

مدینے سے روانگی کے وقت اس سفر میں تقریباً سات ہزار چار سَو جاں باز شامل تھے۔ رستے میں اِس تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ بعض کتب میں اس لشکر کی تعداد بارہ ہزار بھی بیان ہوئی ہے لیکن زیادہ تر کتب میں یہ تعداد دس ہزار بیان ہوئی ہے اور یہی زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔

اس سفر میں آپؐ کے ساتھ ازواجِ مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ تھیں۔ بعض روایات کے مطابق حضرت میمونہؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھیں۔ بعض روایات میں ذکر ملتا ہے کہ صاحبزادی حضرت فاطمہؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھیں۔ یہ سفر رمضان کے مہینے میں ہوا تھا۔ سفر کے ابتدائی چند دن آپؐ نے روزہ رکھا اور پھر آپؐ نے روزہ نہیں رکھا، بلکہ باقی صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

اس سفر کے دوران جانوروں سے ہمدردی کا ایک واقعہ یوں

ملتا ہے کہ راستے میں آنحضور ﷺ نے ایک کتیا دیکھی جس کے بچے اس کا دودھ پی رہے تھے۔ آپؐ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ اُس کتیا کے سامنے کھڑے ہوجائیں تاکہ لشکر میں سے کوئی اس کتیا یا اس کے بچوں سے تعارض نہ کرے۔

آپؐ نے جاسوسوں کو پکڑنے کے لیے ایک گھڑسوار دستہ آگے روانہ کیا ہوا تھا۔ یہ دستہ بنو ہوازن کا ایک جاسوس گرفتار کر کے لے آیا۔ آنحضور ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہوازن آپ کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔ آپؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ اس جاسوس کو روکے رکھیں تاکہ وہ آگے جا کر لوگوں کو اطلاع نہ کردے۔

آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو قبائل میں تقسیم کر کے اُن کی لشکر بندی کی۔ ہر قبیلے کی فوج پر ان ہی میں سے ایک افسر مقرر کیا گیا۔ انصار کو خاندانی بنیاد پر بارہ دستوں میں تقسیم کیا۔ چھ دستے اوس کے اور چھ دستے خزرج کے مقرر فرمائے۔ مہاجرین کے تین جھنڈے حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس تھے۔

اسی سفر کے دوران آنحضرت ﷺ کے چچازاد اور رضاعی بھائی حضرت ابوسفیان بن حارث ان کے بیٹے جعفر اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کے ایمان لانے کا ذکر ملتا ہے۔ یہ اسلام کے شدید معاند تھے اس لیے آپؐ کے سامنے آنے سے ڈرتے تھے۔ ام المومنین حضرت اُمِ سلمہ جو عبداللہ بن ابی امیہ کی بہن تھیں انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ کے چچازاد ابوسفیان اور پھوپھی زاد عبداللہ آپؐ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا مجھے اِن کی ضرورت نہیں مَیں ان سے ملنا نہیں چاہتا۔ میرے چچازاد نے تو میری ہتک کی ہے۔ یہ شاعر تھے اور آپؐ کی ہجو کیا کرتے تھے اور عبداللہ نے تو مکے میں کیا کیا ظلم نہیں کیے۔ یہ بات ابوسفیان بن حارث کو پہنچی تو انہوں نے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا کہ اگر محمد ﷺ مجھ سے راضی نہیں ہوتے اور ملنے کی اجازت نہیں دیتے تو مَیں اپنے بیٹے کو لے کر صحراؤں کی طرف نکل جاؤں گا یہاں تک کہ بھوک اور پیاس سے مرجاؤں۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ کا دل فوراً نرم ہوگیا۔ آپؐ نے دونوں کو بلایا اور انہیں شرفِ ملاقات بخشا۔

حضرت ابوسفیان بن حارثؓ کی وفات پندرہ یا بیس ہجری میں ہوئی تھی اور حضرت عمرؓ نے آپؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی۔

حضرت عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہؓ کا نام حذیفہ تھا اور آپؓ حضور ﷺ کی پھوپھی عاتکہ کے بیٹے تھے۔ آپؓ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے بھائی بھی تھے۔ آپؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد بڑی جانفشانی سے جنگِ حنین میں حصّہ لیا اور غزوہ طائف میں ایک تیر لگنے سے شہادت پائی۔

اس مہم میں حضرت عباس کی لشکرِ اسلام میں شمولیت کے متعلق لکھا ہے کہ جب آنحضور ﷺ نے مدینے سے مکے کی طرف سفر شروع کیا تو حضرت عباسؓ نے مدینے کی طرف ہجرت کے لیے رختِ سفر باندھا۔ حضرت عباسؓ جحفہ میں آنحضرت ﷺ سے آملے، آپؓ نے اپنا سامان مدینے بھیج دیا اور خود آنحضور ﷺ کے ساتھ مکے کی جانب چل پڑے۔ آپؓ آنحضور ﷺ کے چچا تھے اور عمر میں حضور ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے۔ اپنے بیٹے فضل بن عباس کی وجہ سے ابوالفضل کی کنیت سے معروف تھے۔ حضرت ابوطالب کے بعد سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا آپؓ کے ذمہ تھا۔ آپؓ جنگِ حنین میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے، بتیس یا تینتیس ہجری میں آپؓ کی وفات ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کی بہترین فوجی حکمتِ عملی اور دعاؤں کے سبب اتنا بڑا معجزہ رونما ہوتا ہے کہ مدینے سے چلنے والا دس ہزار کا لشکر تقریباً چار سَو کلومیٹر کا سفر کرتا ہوا مکے سے عین پانچ میل کے فاصلے پر ڈیرے لگا چکا ہے لیکن ابھی تک مکے والوں کو خبر نہیں پہنچی۔ آنحضرت ﷺ نے عشاء کے وقت مکہ سے پانچ میل کے فاصلے پر مرالظہران میں پڑاؤ کیا اور صحابہؓ کو حکم دیا تو انہوں نے دس ہزار آگیں روشن کیں۔ آنحضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو لشکر کی نگہداشت کے لیے مقرر کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ احزاب کی تاریخ کے سوا اتنا بڑا لشکر عرب کی تاریخ میں تیار نہیں ہوا۔ احزاب میں دس بارہ ہزار آدمی تھا۔ گویا عرب کی تاریخ میں اتنے بڑے لشکر کی یہ دوسری مثال تھی۔ لیکن مدینے سے اتنا بڑا لشکر نکلتا ہے اور کسی کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی اور پھر اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر دکھاتا ہے کہ مَیں اس نوبت خانے کو بجاتا ہوں جو میرا ہے اور اُس نوبت خانے کو توڑ رہا ہوں جو اُن کا ہے۔

چنانچہ جب رسول کریم ﷺ نکلے تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے خدا! مَیں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تُو مکّے والوں کے کانوں کو بہرا کر دے اور ان کے جاسوسوں کو اندھا کر دے، نہ وہ ہمیں دیکھیں اور نہ اُن کے کانوں تک ہماری کوئی بات پہنچے۔ مدینے میں سینکڑوں منافق موجود تھے، مگر دس ہزار کا لشکر مدینے سے نکلتا ہے اور مکے والوں کو کوئی خبر نہیں پہنچتی۔ مکہ والے فکرمند ضرور تھے کہ آپؐ ان پر حملہ آور ہو سکتے ہیں مگر انہیں اندازہ نہیں تھا کہ آپؐ اتنا بڑا لشکر لے کر اُن کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ مکہ والے خطرے کے پیشِ نظر راتوں کو اردگرد گشت کیا کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک رات ابوسفیان اپنے دو ساتھیوں حکیم بن حزام اور ایک اور سردار کے ساتھ گشت کر رہے تھے کہ انہوں نے اتنی بڑی تعدا میں آگیں دیکھیں تو اندازے لگانے لگے۔ ان آگوں نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو خوف زدہ کر دیا۔ ابھی وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے جاسوسوں نے انہیں پکڑ لیا اور آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لے گئے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس کی کافی لمبی تفصیل ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گی۔

خطبے کے آخری حصّے میں حضورِ انور نے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں ہمیشہ کہتا ہوں دعاؤں کی طرف توجہ دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو فسادوں سے بچائے۔ اور ابھی جو صورتحال اوپر نیچے ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ بہتری کی طرف چلی جائے، مزید تباہی کی طرف نہ جائے۔

اے فضلِ عمر (مبارک احمد عابد)

اے فضلِ عمر تیرے اوصاف کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکرِ سخندانہ
ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردشِ روزانہ یہ گردش دورانہ
ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں پائیں تو کہاں پائیں
سلطانِ بیاں تیرا اندازِ خطیبانہ
دکھ درد کے ماروں کو سینے سے لگاتا تھا
تو سوچتا ہی نہ تھا اپنا ہے یا بیگانہ
قدرت نے جنہیں بخشا اک نورِ یقیں محکم
ہائے وہ تیری آنکھیں وہ نرگسِ مستانہ
ہاں علم و عمل میں تھا اک پیکرِ عظمت تُو
قرآن کا شیدائی اللہ کا دیوانہ
اسلام کی مشعل کو دنیا میں کیا روشن
اور تُو نے اجاگر کی سرگرمیٔ فرزانہ
ہمدم ہے جواں اب بھی ربوہ کی فضاؤں میں
وہ روحِ بزرگانہ وہ شفقتِ پدرانہ
عابدؔ ہے دعا میری محمود کے مقصد کو
دنیا میں ملے جلدی اک نصرتِ شاہانہ

H.A. GHOURI
9848955134
7013492780
GHOURI ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
Suppliers of All Spare Parts of Rolling Shutters Specialist in: Gear & Remote Shutters
SHOP NO 5-6, YERRAKUNTA, OPP. TOTAL GAZ PUMP,PAHADI SHAREEF ROAD HYDERABAD (T.S.)

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہیومینٹی فرسٹ کے تیس سالہ سفر پر منعقدہ خصوصی عالمی کانفرنس سے بصیرت افروز خطاب کا خلاصہ

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ یہاں ہیومینٹی فرسٹ کے تیس سال مکمل ہونے کی کانفرنس میں شامل ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آج آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر اور خدمتِ انسانیت کے اپنے عہد کا اعادہ کرنا ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دُور اندیش سوچ کا نتیجہ تھا جس کا مقصد بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب انسانیت کی خدمت ہے۔ پس آپ نے ہمیشہ اس تنظیم کے مقصد کو یاد رکھنا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کی توحید کے قیام کے بعد حقیقی خدمتِ انسانیت ہی دراصل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد تھا، آپؑ نے ہمیشہ یہی تعلیم دی کہ ضرورت مند کی مدد کی جائے۔ قرآن کریم بھی یہی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ فرمایا کہ وہ خدا کی محبت کی خاطر یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اسلام کی رحم دلی کی اُس تعلیم پر عمل کرو جو کسی اور مذہب میں موجود نہیں۔ اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں بار بار انسانیت کی خدمت کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے بار بار اسی تعلیم کے قیام کا اعلان فرمایا ہے۔

وہ لوگ جو خود کو حضرت مسیح موعودؑ سے وابستہ قرار دیتے ہیں، انہیں چاہیے کہ ہمیشہ اپنے اس فرض کو یاد رکھیں کہ انہوں نے انسانیت کی خدمت کرنی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ انسانیت کی خدمت کرو، یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ بار بار یہ تعلیم دیتا ہے کہ بلا تفریق مذہب و ملت ہر ایک کی خدمت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے بھوکے کو کھانا کھلانے کا حکم دیا ہے، مقروض کا قرض اتارنے کی تلقین کی ہے۔ ان باتوں کو اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ قرآن کریم نے جو خدمتِ انسانیت کی تعلیم دی اس کا بہترین اظہار رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہمیں ملتا ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کا مقصد کوئی دکھاوا کرنا نہیں بلکہ یہ خالص خدا کی رضا کی خاطر مخلوق کی ہمدردی پر قائم ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کا امتیاز یہ ہے کہ یہ جماعت احمدیہ سے وابستہ تنظیم ہے اور جب تک یہ خود کو جماعت کے ساتھ منسلک رکھے گی اس کا امتیاز قائم رہے گا۔ ہیومینٹی فرسٹ نظامِ جماعت کے تابع ہے۔ ہم سب کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ہم نے بلا تفریق انسانیت کی خدمت کرنی ہے۔

گذشتہ تیس سالوں میں ہیومینٹی فرسٹ نے بہت ترقی کی ہے اور یہ سب خدا کے فضل کا نتیجہ ہے۔ آغاز میں ہیومینٹی فرسٹ کا کُل بجٹ شاید چند ہزار پاؤنڈ یا ڈالر ہوگا مگر اب ہیومینٹی فرسٹ کا بجٹ کئی ملین پاؤنڈ ہے۔ بے شک دنیا میں موجود دیگر تنظیموں کا بجٹ اس سے بہت زیادہ بھی ہوگا مگر آپ یہ دیکھیں کہ خدا نے آپ کے تھوڑے بجٹ میں کتنی برکت ڈالی ہے۔ کتنے پراجیکٹس آپ کم بجٹ میں چلا رہے ہیں۔ یہ سب خدا کے فضل اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اُن دعاؤں کا نتیجہ ہے جو آپؑ نے خدمتِ خلق کرنے والوں کے لیے کی ہیں۔

جب تک ہیومینٹی فرسٹ خلافتِ احمدیہ کے تابع اور محض خدا کی رضا کی خاطر کام کرے گی اس کے کاموں میں برکت جاری رہے گی۔

ہیومینٹی فرسٹ کا کام اب بہت وسیع ہو چکا ہے، کئی پراجیکٹس بیک وقت دنیا بھر میں جاری ہیں۔ خواہ وہ صاف پانی کی فراہمی ہو یا ہسپتال

اور سکولوں کا قیام اور انہیں جاری رکھنا، خواہ آسمانی آفات کی تباہ کاریاں ہوں یا دیگر مصائب ہر مشکل اور تکلیف میں ہیومینٹی فرسٹ کو صفِ اوّل میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ گوئٹے مالا میں ۲۰۱۸ء میں ہسپتال قائم کیا گیا تھا اور اب آئیوری کوسٹ میں بھی ایک ہسپتال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

آپ کا اصل طرّہ امتیاز وہ روح ہے جو خدمتِ انسانیت کے لیے آپ میں پائی جاتی ہے۔ ہمارے محدود وسائل ہیں اس لیے آپ اپنے سرمائے کو احتیاط سے خرچ کریں، بعض جگہ صرف کلینک ہی کافی ہوتے ہیں وہاں بڑے بڑے ہسپتالوں پر پیسہ خرچ نہیں کرنا چاہیے، ہاں! جہاں ضرورت ہے وہاں بڑے بڑے ہسپتال ضرور قائم کیے جائیں۔

ہیومینٹی فرسٹ جرمنی نے افریقہ میں یتیم خانے قائم کیے ہیں جو بہت اچھا اقدام ہے۔ اسی طرح آنکھوں کے علاج کے لیے کام کیا جارہا ہے، جو بہت قابلِ تعریف کام ہے۔ گذشتہ دوسالوں کے درمیان غزہ کے مظلوموں کی جس خدمت کا ہیومینٹی فرسٹ یوکے کو موقع ملا ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔ انہوں نے بڑے مشکل حالات میں لوگوں کی مدد کی ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کی خواتین ممبرات بھی بہت محنت اور جذبے سے کام کرتی ہیں۔ آپ کا دائرہ کار اور کام بہت وسعت اختیار کرتا جارہا ہے اور ان شاء اللہ جلد اس کا بجٹ اربوں میں پہنچ جائے گا۔

یاد رکھیں! مالی ضروریات تو اللہ تعالیٰ خود پوری کرے گا مگر ہیومینٹی فرسٹ کے ہر ہر ممبر نے بے لوث خدمتِ انسانیت کی روح کو اپنے اندر ہمیشہ قائم اور تروتازہ رکھنا ہے۔ آپ کا ہر کام دعاؤں اور عاجزی اور انکسار سے بھرپور ہو۔ دنیاوی طاقت، اقتدار اور ستائش کی تمنا آپ میں کبھی نہ آئے۔ اللہ کی رضا آپ کا مقصد ہو۔ آپ قرآن کریم، رسول اکرم ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ تیس سال مکمل ہونے کے بعد آپ نے اب آرام سے بیٹھ نہیں جانا بلکہ آپ نے ہمیشہ آگے سے آگے دیکھنا ہے۔ یہ وقت اگلے تیس سال کی منصوبہ بندی کا وقت ہے، ایک بڑے اور دُور رس منصوبے کے ساتھ اس سے بہت بڑھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے جو آپ نے آج تک کیا ہے۔ آپ کا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ ہم نے انسانیت کی خدمت میں برق رفتاری سے آگے بڑھنا ہے اور اپنے کام کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جانا ہے۔

دنیا اس وقت جس غیر یقینی اور بے چینی کا شکار ہے، دنیا کی معاشی اور سیاسی صورتِ حال نہایت ابتر ہے۔ ہر طرف لڑائیاں اور جنگیں جاری ہیں اور ایک ہولناک عالمی جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ جب ایسی جنگ ہوگی تو ظاہری اسباب اور روپے پیسے کی اہمیت ختم ہوجائے گی۔ پس ایسے وقت کی تیاری کے لیے ضرورت ہے کہ ہیومینٹی فرسٹ ایسا منصوبہ بنائے جس کے مطابق یہ دیکھا جائے کہ جنگ سے تباہ حال علاقوں میں کیسے کام کرنا ہے۔ وہاں موجود معصوم انسانوں کی کس طرح خدمت کرنی ہے۔

سونامی، طوفانوں اور زلزلوں میں خدمت کرنے والوں کو گو کہ ایک تجربہ حاصل ہوگیا ہے مگر ممکنہ عالمی جنگ کی ہولناکیاں بہت شدید اور مختلف ہوں گی اس لیے اس کی منصوبہ بندی کی جانی چاہیے۔ وہ ایسی مشکل ہوگی جو آج تک دنیا نے نہیں دیکھی، اس میں ایسی مشکلات اور روکیں ہوں گی جس کا دنیا نے کبھی سامنا نہیں کیا ہوگا۔ اس لیے ایک بہترین منصوبہ بندی اور ٹیم ورک کی اشد ضرورت ہے۔ ایسے علاقوں اور خطوں کی نشاندہی کریں جہاں آپ لوگوں کی خدمت کرسکیں گے۔ یہ سرسری منصوبہ بندی سے ہونے والا کام نہیں، اس کے لیے گہری منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو آپ کی کوششوں اور محنت کا بہترین اجر عطا فرمائے اور ہیومینٹی فرسٹ نے تیس سالوں میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں آئندہ آپ اس سے بڑھ کر کامیابیاں حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہیومینٹی فرسٹ آئندہ نسلوں کے لیے امید کا روشن مینارہ بن جائے۔ آمین

برف باری اور مہدیؑ کی یاد دہانی

پیغام صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشمیر میں حالیہ برف باری کے بعد مختلف قسم کے تبصرے سامنے آئے۔ اکثر لوگوں نے موسمِ سرما کی اس پہلی برف باری پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا، تصاویر اور ویڈیوز شیئر کیں اور اس قدرتی حسن سے لطف اندوز ہوئے۔ تاہم ایک نہایت اہم پہلو ایسا ہے جس کی طرف ہماری توجہ منتقل ہونی چاہیے، اور وہ ہے حضرت مہدیؑ کی آمد کی یاد دہانی۔

یہ بات درست ہے کہ مسلمان اپنی موجودہ زبوں حالی میں عمومی طور پر ''یا مہدی'' اور ''یا مسیح'' کی صدائیں بلند کرتے نظر آتے ہیں، مگر برف کی آمد کا تعلق حضرت مہدیؑ سے نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی طور پر بھی جوڑا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہدیؑ کو سلام پہنچانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہیں برف کے پہاڑوں سے گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے تو مہدیؑ کو میرا سلام پہنچا دینا۔ اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں امت کے لیے ایک گہرا پیغام پوشیدہ ہے۔

برف باری جہاں خوشی کا باعث بنتی ہے، وہیں مشکلات بھی پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح امتِ مسلمہ آج جس طرح مختلف آزمائشوں اور مشکلات میں گھری ہوئی ہے، اس حالت میں حضرت مہدیؑ کی طرف سنجیدہ توجہ کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے، کیونکہ مسیح و مہدیؑ ہی اپنی روحانی توجہ اور برکات سے دنیا کو امن و امان عطا کرنے والے ہیں۔ برف کے پہاڑوں سے گھٹنوں کے بل جانے کی تعبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضرت مہدیؑ کی بیعت کے سفر میں تکالیف، آزمائشیں اور قربانیاں پیش آئیں گی، جنہیں صبر اور استقامت کے ساتھ برداشت کرنا ضروری ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی برف اور بارش کے حوالے سے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ایک عظیم پیشگوئی بیان فرمائی۔ چنانچہ ۵ مئی ۱۹۰۶ء کو آپؑ کو الہام ہوا:

''پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن''

حضرت اقدسؑ نے اس پیشگوئی کو اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اپنی صداقت کے پانچویں نشان کے طور پر بیان فرمایا۔

آپؑ وضاحت کرتے ہیں کہ ’’ثلج‘‘ عربی لفظ ہے، جس کے معنی ایسی برف کے ہیں جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس کے ساتھ سردی اور بارش بھی ہوتی ہے۔ یہ پیشگوئی نو ماہ قبل شائع ہوئی اور بعینہٖ اس طرح پوری ہوئی کہ موسمِ بہار میں کشمیر، یورپ اور امریکہ کے مختلف ممالک میں غیر معمولی حد تک برف باری ہوئی۔خود کشمیر کے رہنے والے اس بات پر حیران تھے کہ بہار کے موسم میں تین گز تک برف کا جمع ہونا ایک خارقِ عادت امر تھا۔

پس چاہے موسمِ بہار میں برف پڑنے کی پیشگوئی ہو یا موسمِ سرما میں برف باری کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت مہدیؑ کو سلام پہنچانے کی طرف توجہ دلائی جائے— دونوں باتیں ہمیں اس امر کی دعوت دیتی ہیں کہ ہم سنجیدگی کے ساتھ اس روحانی پیغام پر غور کریں۔ جو لوگ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو نہیں مانتے، انہیں مسیح و مہدیؑ کو پہچاننے اور ماننے کی طرف توجہ کرنی چاہیے، اور جس طرح ہم برف میں سے اپنی ضروریات اور آسائشوں کے لیے راستے نکال لیتے ہیں، اسی طرح ہمیں حضرت رسول اکرم ﷺ کا سلام حضرت مہدیؑ تک پہنچانے کی عملی کوشش کرنی چاہیے۔

اور ہم جو حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہیں، ہماری ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہم اپنی زندگیاں شرائطِ بیعت کے مطابق گزاریں، جیسا کہ حال ہی میں ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف خاص توجہ دلائی ہے۔ جس طرح برف اپنی سفیدی اور چمک کی وجہ سے نمایاں ہوتی ہے، اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل اور صداقت بھی روشن، واضح اور نیرہ ہیں۔سفید مینار پر مسیح موعودؑ کے نزول کی ایک تعبیر یہ بھی ہے کہ آپؑ کے نشان اور دلائل بلند اور روشن ہوں گے، اور برف کی ظاہری سفیدی بھی لوگوں کو آپؑ کی صداقت کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

کشمیر میں ایک مقولہ مشہور ہے: ’’شین آیا تو دین آیا‘‘ کشمیری زبان میں برف کو شین کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ برف باری کے دوران لوگ مساجد اور دینی امور کی طرف زیادہ متوجہ ہو جاتے ہیں۔سردی اور برف کے سبب لوگ مساجد میں گرمی حاصل کرنے کے واسطے بنائے گئے حمام یا دیگر جگہوں پر جمع ہو کر دینی باتیں سیکھتے اور دینی موضوعات پر گفتگو کرتے نظر آتے ہیں۔

اسی تناظر میں ہمارے خدام کو چاہیے کہ پیارے آقا کے ۱۲ دسمبر ۲۰۲۵ء کے بصیرت افروز خطبۂ جمعہ کی روشنی میں تبلیغ کے فریضے کی طرف بھرپور توجہ دیں۔تبلیغ کوئی موسمی عمل نہیں بلکہ ایک سدابہار، مستقل اور مسلسل جدوجہد کا نام ہے، جس کے لیے توجہ، استقامت اور خلوص درکار ہوتا ہے۔ ہم سب خدامِ احمدیت کو چاہیے کہ تبلیغ کا فریضہ اپنے نفس کا تزکیہ کرتے ہوئے ادا کریں اور بانیٔ تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ، حضرت مصلح موعودؓ کے ان اشعار سے ہمیشہ تحریک حاصل کرتے رہیں:

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیغام کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اسے دنیا تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

HR
Sk. Anas Ahmad
Mob : 9861084857
9583048641
email : anash.race@gmail.com
H. R. ALUMINIUM & STEEL
We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works
Sliding Window, Door, Partition, ACP Work,
Glazing, Steel Railing etc.
Sivananda Complex, Machhuati, Near Salipur SBI

NUSRAT
MOTORS RE-WINDING
Cell : 9902222345
9448333381
Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.
HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)
”انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے
بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے
کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب
کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔“ (کلام امام الزمان)

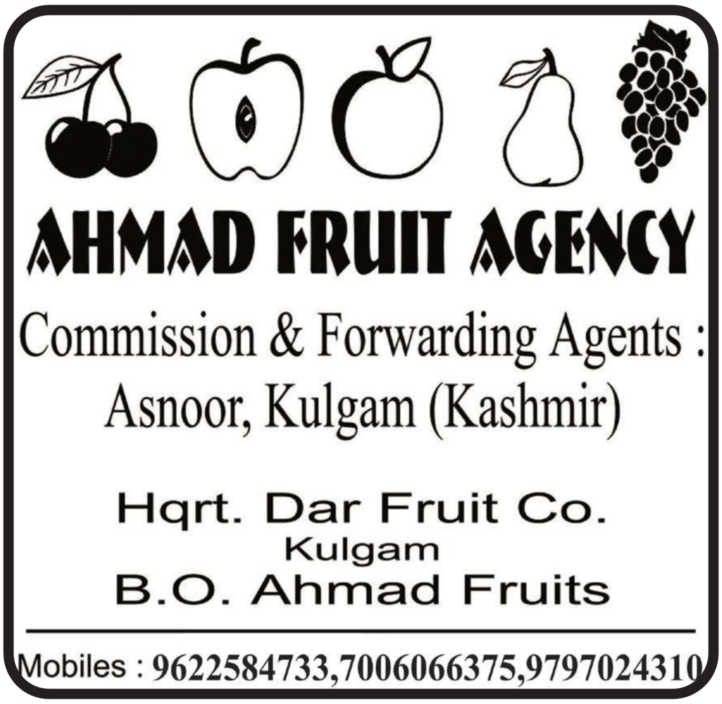
AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits
Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

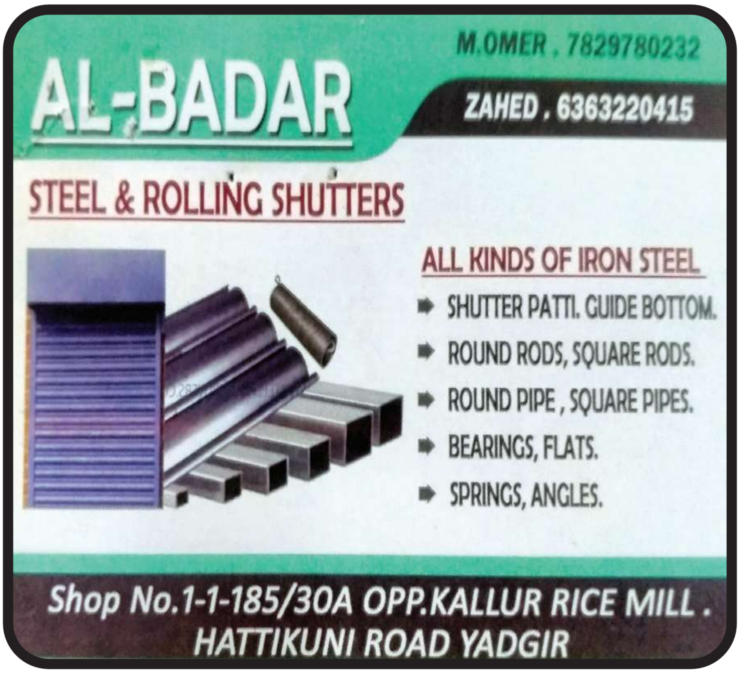
M.OMER . 7829780232
AL-BADAR
ZAHED . 6363220415
STEEL & ROLLING SHUTTERS
ALL KINDS OF IRON STEEL
SHUTTER PATTI. GUIDE BOTTOM.
ROUND RODS, SQUARE RODS.
ROUND PIPE , SQUARE PIPES.
BEARINGS, FLATS.
SPRINGS, ANGLES.
Shop No.1-1-185/30A OPP.KALLUR RICE MILL .
HATTIKUNI ROAD YADGIR

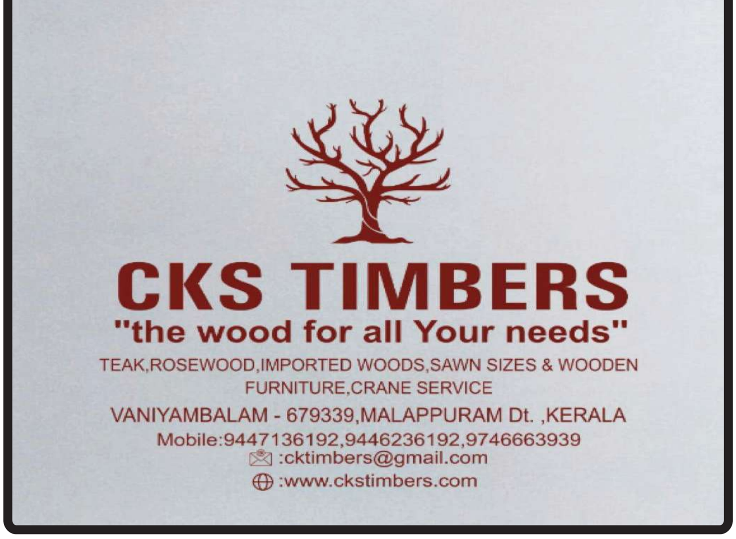
CKS TIMBERS
"the wood for all Your needs"
TEAK,ROSEWOOD,IMPORTED WOODS,SAWN SIZES & WOODEN FURNITURE,CRANE SERVICE
VANIYAMBALAM - 679339,MALAPPURAM Dt. ,KERALA
Mobile:9447136192,9446236192,9746663939
:cktimbers@gmail.com
:www.ckstimbers.com

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دو (2) دلچسپ سمجھوتے

(محمد کلیم خان: مبلغ سلسلہ ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد جنوبی ہند)

مصلح موعود کا نشان ایک ابدی حیثیت رکھتا ہے۔اس حوالے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دو (2) دلچسپ سمجھوتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔جہاں تک سمجھوتوں کی کیفیت اور حدود کا سوال ہے تو اسلامی اصول کے مطابق سمجھوتہ کیا اور کیسے ہو۔اس تعلق سے خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

’’سمجھوتہ دنیوی معاملات میں ہوسکتا ہے، تمدنی مسائل میں ہو سکتا ہے، سیاسی مسائل میں ہوسکتا ہے، اقتصادی مسائل میں ہوسکتا ہے۔مگر دین کے متعلق کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔مباح اس امر کو کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں اجازت ہوتی ہے کہ خواہ کرو یا نہ کرو۔ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے امور میں بھی لوگوں کو خوشنودی چاہنے کی اجازت نہیں دی گئی جو مباح تھے۔چنانچہ قرآن کریم میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔جس کی تفصیل حدیثوں میں یوں آتی ہے کہ آپؐ ایک دفعہ شہد کھا کر گھر گئے تو آپ کی دو بیویوں نے کہا تھا کہ آپ کے منہ سے بو آتی ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ آئندہ شہد نہیں کھایا کروں گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی شے کو حرام کیوں کرتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے مباح میں سمجھوتہ کرنے کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہیں دی چہ جائیکہ عقائد کی تبدیلی میں صلح کی اجازت دے۔‘‘

(الفضل ۲۱۔مارچ ۱۹۳۷ء صفحہ ۳تا۶ خطبات محمود جلد 3 صفحہ 381)

چنانچہ سمجھوتے کے اس عملی پہلو کی مثال دیتے ہوئے خود اپنا واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

’’حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے 1911 کا نصف یا اس سے کچھ پہلے یا بعد کا واقعہ ہے جبکہ خواجہ کمال الدین صاحب ابھی ولایت نہیں گئے تھے۔عنقریب جانے والے تھے۔شیخ یعقوب علی صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ صلح کی ایک صورت پیدا ہوگئی ہے۔خواجہ کمال الدین سے باتیں ہوئی تھیں اگر آپ کچھ نرم ہوجائیں تو صلح ہوجائے گی۔میں نے شیخ صاحب سے کہا کہ شیخ صاحب اگر ہماری مخالفت دنیوی جائیداد کی ہے تو لاؤ کاغذ۔میں اس پر دستخط کر دیتا ہوں اور جس طرح خواجہ کمال الدین صاحب چاہیں کریں میری طرف سے کوئی شرط وغیرہ نہیں ہوگی اور اگر یہ دنیوی جائیداد کے متعلق اختلاف نہیں بلکہ دین کا سوال ہے تو ایک خواجہ کمال الدین تو کیا اگر دس ہزار خواجہ کمال الدین ہوں تب بھی میں ان کی خاطر سچائی کو نہیں چھوڑ سکتا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 380،379)

سمجھوتے کے اس پس منظر میں ایک دلچسپ واقعہ آپؓ کے ساتھ پیش آیا۔سرحد کے ایک رئیس چودھری فقیر محمد صاحب ایگزیکٹیو انجینئر کا واقعہ ہے۔اس میں چونی (-/25) اٹھنی (-/50) اور روپیہ (-/100) کے سمجھوتے کا سوال آیا تھا۔واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

وہ ایک دفعہ دہلی میں مجھے ملے اور انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ ہم چار بھائی ہیں جن میں سے دو بھائی غیر احمدی ہیں اور دو بھائی احمدی ہیں۔اپنے متعلق انہوں نے کہا کہ میں ابھی تک آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہوا۔میں نے ان سے کہا کہ آپ کیوں احمدی

نہیں ہوئے؟ کیا آپ کو احمدیت کی صداقت کے متعلق شبہ ہے؟ ان کی طبیعت میں مذاق تھا وہ میرے اس سوال کے جواب میں کہنے لگے کہ مجھے تو ابھی تک احمدیت پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم پورا پورا انصاف کرنے کے عادی ہیں۔ روپیہ میں سے اٹھنی ہم نے آپ کو دے دی ہے اور اٹھنی دوسرے مسلمانوں کو دے دی ہے۔ میں نے ان سے مذاقاً کہا کہ خان صاحب! ہم تو اٹھنی پر راضی نہیں ہوتے ہم تو پورا روپیہ لیکر چھوڑتے ہیں۔ وہ کہنے لگے تو پھر اپنی توجہ سے لے لیجئے۔ میں نے کہا ہماری کوشش تو یہی ہے اللہ تعالیٰ جب چاہے گا بقیہ اٹھنی بھی مل جائے گی۔ وہ اس وقت مع اہل وعیال انگلستان کی سیر کو جا رہے تھے۔ میری اس بات کو سن کر انہوں نے کہا کہ خان محمد اکرم خان صاحب چارسدہ والے میرے بھائی ہیں انہوں نے آپ کی بعض کتابیں میرے ٹرنک میں رکھ دی ہیں۔ میں نے ان سے کہا بھی ہے کہ میں تو وہاں سیر کے لیے جا رہا ہوں۔ ان کتابوں کے پڑھنے کا کہاں موقع ہو گا مگر وہ مانے نہیں اور زبردستی میرے ٹرنک میں انہوں نے کتابیں رکھ دی ہیں۔ مگر اب تک مجھے پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ولایت چلے گئے۔ ابھی تین مہینے گذرے تھے کہ مجھے ایک چٹھی پہنچی۔ اس کے شروع میں ہی لکھا تھا کہ میں اصل مطلب لکھنے سے پہلے آپ کی شناخت کے لئے یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جو آج سے تین ماہ پہلے دہلی کے شاہی قلعہ میں آپ سے ملا تھا اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہم نے پورا پورا انصف کیا ہے اٹھنی آپ کو دے دی ہے اور اٹھنی غیر احمدیوں کو دے دی ہے۔ سو آپ کے حکم کے مطابق اب ایک چونی آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور اپنے آپ کو بیعت میں شامل کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اسی مضمون کی طرف جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں اشارہ کیا اور لکھا کہ جب ولایت میں آیا اور مختلف مقامات کی سیر کی تو گو کہ میں پٹھان ہوں اور مذہبی جوش میرے دل میں موجود ہے مگر کفر کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر میرا دل پژمردہ ہوتا چلا گیا اور میں نے کہا کہ اسلام اس قدر گر چکا ہے اور کفر اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ اب بظاہر اسلام کے پنپنے اور کفر کے سرنگوں ہونے کا دنیا میں کوئی امکان نہیں۔ اسلام مر چکا ہے اب اس کے زندہ ہونے کی امید ایک واہمہ سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ خیالات تھے جو میرے دل پر غالب آتے چلے گئے اور اس قدر میرے دل میں مایوسی پیدا ہوئی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب اسلام دنیا پر غالب نہیں آسکتا۔ ایک دن میرے دل پر اس خیال کا بے انتہا اثر ہوا اور حالت مایوسی میں میں نے کہا آؤ۔ ان کتب کو پڑھ کر دیکھو جو میرے بھائی نے میرے ٹرنک میں رکھ دی تھیں۔ چنانچہ پہلے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' نکلی اور اسے پڑھا۔ اس کے بعد آپ کی کتاب ''دعوت الامیر'' نکلی اور اسے میں نے پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے اس کتاب میں وہی ذکر آ گیا جس نے میرے دل میں انتہائی طور پر مایوسی پیدا کر دی تھی یعنی اسلام کے تنزل اور اس کے ادبار کا اس میں ذکر تھا۔ مگر ساتھ ہی بتایا گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے تنزل کے متعلق یہ پیشگوئی کی تھی جو پوری ہوگئی۔ غرض یکے بعد دیگرے اسلامی تنزل کے متعلق کئی پیشگوئیاں تھیں جو پڑھنے میں آئیں اور جو واقعہ میں پوری ہو چکی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے اسلام کی ترقی کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوگئیں جو اسلام کے تنزل کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں تو وہ پیشگوئیاں کیوں پوری نہیں ہوں گی جو اسلام کے دوبارہ غلبہ کے متعلق ہیں۔ میں نے جب یہ مضمون پڑھا تو میرا دل خوشی سے بھر گیا۔ مایوسی میرے دل سے جاتی رہی۔ امید جگمگا اٹھی اور میں نے فیصلہ کیا کہ اب اس وقت تک سونے کے لیے اپنے بستر پر نہیں جاؤں گا جب تک آپ کو اپنی بیعت کا خط نہ لکھ لوں۔ چنانچہ سونے سے پہلے یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں میری بیعت قبول کی جائے۔''

(تفسیر سورۃ تکویر: تفسیر کبیر جلد ہشتم: صفحہ 197تا198)

یہ واقعہ سمجھوتہ کا ایسے شخص سے تھا جو نرم مزاج رکھتے تھے یعنی جماعت احمدیہ کی مخالفت میں شدت نہیں رکھتے تھے۔ اب دوسرا واقعہ ایسے شخص کا ہے جو جماعت احمدیہ سے سخت مخالفت رکھتے

تھے۔اور یہ واقعہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد مرحوم کے دادا کا ہے۔چنانچہ سمجھوتہ کے اس عبرت آموز واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ ۔

''حضرت مصلح موعودؓ جن دنوں نخلہ (خوشاب) میں تفسیر صغیر تالیف فرمارہے تھے۔خاکسار کو اچانک ربوہ سے خانقاہ ڈوگراں کے قریبی گاؤں کلسیاں جانا پڑا جہاں میرے ایک احمدی چچا اللہ بخش صاحب لمبے عرصہ سے مقیم تھے۔اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ ان دنوں میرے دادا صاحب بھی وہیں موجود تھے اور اگرچہ بڑھاپے نے ان کو بہت کمزور کر دیا تھا مگر ان کی احمدیت سے دشمنی بدستور عالم شباب پر تھی۔مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ میں تمہارے خلیفہ صاحب سے مل کر فریاد کرنا چاہتا ہوں۔میں نے عرض کیا کہ میں واپسی پر سیدھا حضورؓ ہی کی خدمت اقدس میں جارہا ہوں۔مجھے اپنا پیغام دے دیں، جاتے ہی پہنچا دونگا۔انہوں نے درد بھرے دل سے مجھے کہا کہ میرے چھ بیٹے ہیں جن میں سے تین بچوں کو جن میں سے ایک حافظ قرآن اور دوسرے بھی بہت عقلمند اور صاحب علم ہیں۔تمہارے خلیفہ صاحب نے مجھ سے چھین لیا ہے اور باقی تین ان پڑھ یا معذور تھے میرے حوالے کر دیے ہیں۔انہیں میری طرف سے درخواست کریں کہ انہیں تو گنتی پوری کرنی ہے وہ تبادلہ کرلیں۔میں قبر کے کنارے پر آپہنچا ہوں۔اس آخری وقت میں یہ تقسیم میرے لیے سوہان روح بنی ہوئی ہے۔میں ان سے ملاقات کے بعد ربوہ سے ہوتا ہوا سیدھا جابہ پہنچا۔اس دن مکرم چودھری احمد جان صاحب کی قیادت میں ضلع راولپنڈی کے مخلصین اپنے محبوب و مقدس آقا کی زیارت کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔سب سے پہلے انہی کو شرف ملاقات عطا ہوا۔جس کے بعد خاکسار کو دربار خلافت میں حاضری کا موقع نصیب ہوا۔تصرف الٰہی ملاحظہ ہو کہ حضورؓ نے از خود میاں محمد مراد صاحب کے اخلاص وخدمات کا تذکرہ شروع فرمادیا۔جس پر میں نے عرض کیا کہ خاکسار اپنے دادا صاحب کا ایک خصوصی پیغام لیکر آیا ہے کہ آپؓ نے میرے حافظ قرآن اور پڑھے لکھے بیٹوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔میرے دوسرے ان پڑھ یا معذور بچوں سے تبادلہ کر کے اپنی گنتی پوری کرلیں۔اور جیسا کہ بعد میں مولانا عبد الرحمن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری نے مجھے بتایا کہ اہل راولپنڈی کی ملاقات کے دوران حضورؓ بالکل خاموش رہے اور صرف مصافحہ کیا۔مگر جونہی حضورؓ نے میرے دادا کا پیغام سنا،حضورؓ بہت مسکرائے اور حضورؓ کا روئے مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور پیار بھرے انداز میں فرمایا کہ اپنے دادا کو میرا پیغام پہنچادیں کہ مجھے بیٹوں کا یہ تبادلہ بخوشی منظور ہے۔آپ اپنے غیر احمدی بیٹے میرے حوالے کر دیں اور آپ کے احمدی بیٹوں کو میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ احمدیت کو ترک کر کے آپ کے ساتھ ہوجائیں۔حضرت مصلح موعودؓ کا یہ پیغام لیے میں اگلے دن واپس دادا جان کے پاس پہنچا اور انہیں مبارکباد دی کہ ہمارے امام عالی مقام نے بچوں کا تبادلہ منظور کرلیا ہے۔لیکن جب میں نے پیغام کی تفصیل بتائی تو وہ زار و قطار بچوں کی طرح رونے لگے اور کہا تمہارے خلیفہ کتنے چالاک ہیں۔انہیں یقین ہے کہ میرے مرزائی بیٹے تو کبھی ''مرزائیت'' کو نہیں چھوڑیں گے۔اس لیے اب وہ میرے دوسرے تین بیٹوں پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ہم لوگ مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہوگئے۔مگر دادا صاحب نے دوبارہ شور و فغاں شروع کر دیا۔دادا جان تھوڑے عرصہ بعد اپنے دل میں ہزاروں حسرتیں لیے چل بسے۔ایک بیٹے نے جو پنڈی بھٹیاں کی ایک برلب سڑک مسجد کا امام تھا خودکشی کرلی۔دوسرا جو پاؤں سے معذور تھا لاولد اس جہاں سے اٹھ گیا۔اس کے مقابل تینوں احمدی بیٹوں نے لمبے عرصہ تک خدمت دین کی توفیق پائی اور عمر بھر مخالفتوں کے طوفانوں میں کوہ استقلال بنے رہے اور اب ان کی اولادیں پاکستان، انڈیا، ماریشس، کینیڈا اور جرمنی میں پھل پھول رہی ہیں جو محض خدا کا فضل اور اس کے خلیفہ موعود سیدنا محمود (رضی اللہ عنہ) کی دعاؤں کا کھلا اعجاز ہے۔

(ماہنامہ مشکوۃ قادیان فروری 2011 صفحہ 26.27 بحوالہ۔الفضل انٹرنیشنل 15-21 فروری 2008)

یہ ہیں مثالیں سمجھوتوں کی اور ان کے نیک نتائج۔

محمود تیرا نام ہے، محمود ہی مقام
زندہ رہے گا تا بہ ابد تیرا پیارا نام

قرآن مجید اور عہد حاضر کے جدید سائنسی انکشافات

حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم کارنامہ

(سید اعزاز الدین مربی سلسلہ نور الاسلام ، ہبلی-کرناٹک)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فیضان عام سے اشرف المخلوقات کے دونوں جہانوں کی بھلائی کے لیے ایک سائنٹیفک نظام بنائے رکھا ہے۔ اس کی اخلاقی اور روحانی حالت کی ترقی کے لیے حسین نظام بنائے رکھا ہے۔ قانون قدرت کے ساتھ ہی شریعت کو ہم آہنگ بنائے رکھا ہے. قرآن شریف میں ''یعقلون'' کے لفظ کے استعمال کے ساتھ کائنات عالم پر غور کرنے کی بھی دعوت دی گئی ہے۔

قرآن کی تعلیم وخدمت اور اس کی اشاعت کا فیض عام کسی فرد سے محدود نہیں ہوسکتا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی میں رجال فارس کا ذکر فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد اس روحانی مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کے طفیل بطور نشان ایک موعود لڑکے کی پیدائش کی بشارت دی۔ تا اس کے ذریعے دین حق کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ نیز اسے ''کلمۃ اللہ'' قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔''

مروجہ علوم کے حوالے سے بات کریں تو اپنے بزرگوں سے ابتدائی تعلیم کو چھوڑ کر اسکول کے تعلیم کا یہ حل تھا کہ میٹرک کے امتحان میں فیل ہو گئے فیل ہونے والے مضامین میں سائنس بھی ایک مضمون تھا۔ چنانچہ اپنے والد محترم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک مرتبہ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا

''اچھا محمود اگر تم وہی ہو جس کی خبر خدا نے مجھ کو دی ہے جاؤ کھیلو اللہ تمہیں پڑھائے گا'' (الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۹۹ صفحہ ۲)

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید تمام علوم کا سرچشمہ ہے جس میں سائنسی علوم بھی شامل ہیں اور بنی نوع انسان کی بقائے جسم اور بقائے روح کے لیے سائنسی علوم بھی ضروری ہیں چونکہ حضرت مصلح موعودؓ کو خداداد علم قرآن حاصل تھا اس لیے علوم کی شاخوں میں ایک شاخ سائنس کا بھی علم تھا اور آپ ان علوم کو قرآن سے ہی نکالتے تھے اور آسان مثالوں سے سمجھاتے تھے۔ ایک واقعہ یہ ہوا کہ ۳ مارچ ۱۹۲۷ کو اسلامیہ کالج لاہور میں مکرم ڈاکٹر محمد اقبال کی صدارت میں ایک تقریر کی جس کا عنوان تھا ''مذہب اور سائنس''۔ اس میں آپ نے سائنس کی یہ تعریف فرمائی کہ

''مذہب کی تعریف یہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ملنے کا وہ راستہ جو خود اس نے الہام کے ذریعہ دنیا کو بتایا ہو۔ مذہب کے معنی ہی عربی زبان میں راستہ کے ہیں اور دین کے معنی ہیں طریقہ۔ سائنس کی اصولی تعریف یہ ہے۔ وہ علوم جو منظم اصول کے ماتحت ظاہر ہوئے ہوں اور ظاہری صداقتوں سے جن پر استدلال کیا گیا ہو یا پھر اس سے مراد وہ مادی حقائق ہیں جن کی بنیاد مشاہدہ اور تجربہ پر ہو یعنی استدلال صحیحہ سے بعض حقائق معلوم کئے جائیں۔

(انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۴۹۸)

پھر قرآن اور سائنس کے حوالہ سے یہ فرمایا کہ

''قرآن نے لوگوں کو سائنس کی تعلیم سے روکا نہیں بلکہ فرماتا ہے قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (سورۃ یونس :۱۰۲) غور کرو۔ زمین اور آسمان کی پیدائش میں۔ آسمان سے مراد سماوی (علوی) علوم اور زمین سے ارضی یعنی جی آلوجی (GEOLOGY)، بائی آلوجی

(BIOLOGY)، آر کی آلوجی (ARCHEOLOGY) طبیعیات وغیرہ علوم مراد ہیں۔ اگر خدا کے نزدیک ان علوم کے پڑھنے کا نتیجہ مذہب سے نفرت ہوتا تو قرآن کہتا ان علوم کو کبھی نہ پڑھنا۔ مگر اس کے برخلاف وہ تو کہتا ہے، ضرور غور کرو، ان علوم کو پڑھو اور اچھی طرح چھان بین کرو کیونکہ اسے معلوم ہے علوم میں جتنی ترقی ہوگی اس کی تصدیق ہوگی۔

قرآن کریم کی یہ آیت بھی سائنس کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:۱۶۵) فرمایا۔ زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن رات کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے نشان ہیں۔ زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرنے سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کوئی چیز فضول اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی۔ اب دیکھو۔ اس آیت میں سائنس کے متعلق کیسی وسیع تعلیم دی گئی ہے۔ اشیاء کے فوائد اور پھر یہ نتیجہ کہ کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی یہ بغیر تحقیق کے کیسے معلوم ہوسکتا تھا۔ پس قرآن نے خواص الاشیاء کی طرف توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی یہ سنہری اصل بھی سکھا دیا ہے کہ کسی چیز کو بے فائدہ نہ سمجھو۔ ہم نے کوئی چیز فضول پیدا نہیں کی۔ گویا لمبی تحقیق جاری رکھنے اور عاجل نتائج سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ پہلے سائنس دان بعض اعضاء جسم انسانی کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ یہ نیچر نے بے فائدہ بنائے ہیں۔ اور یہ محض ارتقاء حیوانی کے مختلف دوروں کی یادگار ہیں جن کی اب ضرورت نہیں اِس لئے ان کا کٹوا دینا ہی بہتر ہے کیونکہ وہ کئی دفعہ بیماری کا موجب ہوجاتے ہیں۔ مگر علوم مروّجہ کی ترقی اور ان کا بڑھتا ہوا تجربہ اور مشاہدہ اس بات کو رد کر رہا ہے اور ان کو قرآن کے اس سنہری اصل کی طرف توجہ دلا رہا ہے مثلاً انسان کی بڑی آنتوں کے ساتھ چھوٹی انگلی کے برابر ایک زائد آنت ہوتی ہے جس کو (VERIFORM APPENDIX) کہتے ہیں۔ اس میں بعض دفعہ غذا کے نیم ہضم شدہ ذرات رک جاتے ہیں جن کی وجہ اس کے اندر سوزش ہو کر ورم ہوجاتا ہے۔ جسے (APPENDIX) کہتے ہیں۔ اور ڈاکٹر عموماً اس کو آپریشن کر کے کاٹ دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ بے فائدہ ہے۔ مگر اب اس کے متعلق تجربہ کیا گیا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ ان کا یہ خیال درست نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے بارہ بندر لئے۔ اور ان میں سے نصف کے (APPENDIX) کاٹ دیئے۔ اور سب کو ایک ہی قسم کی غذا دی گئی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ جن کی یہ آنت کاٹی گئی تھی ان کی چستی میں فرق پڑ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پہلے ڈاکٹر لوگ معمولی تکلیف پر بھی اس کو کاٹ دیتے تھے مگر اب احتیاط کرتے ہیں۔ پہلے اس آنت کا فائدہ ان کو معلوم نہ تھا مگر فائدہ اس کا تھا ضرور۔ اور تجارب سے معلوم ہوا کہ واقعی یہ آنت بے فائدہ نہیں۔ بتاؤ اگر اس کے متعلق تجربہ نہ کیا جاتا تو قرآن کریم کے اس اصل کی تصدیق کس طرح ہوتی کہ ہر چیز مفید ہے۔ پس اسلام سائنس کی طرف توجہ دلاتا ہے اور سائنس کی تحقیقاتوں سے اسلام کی تائید ہوتی ہے۔

(انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۵۰۱-۵۰۳)

اسی طرح ایک دفعہ پنجاب یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مسٹر گوری حاضر ہوئے تو حضور نے زراعت کے متعلق جب قرآنی تحقیق بیان فرمائی تو وہ دنگ رہ گئے۔ اس ایمان افروز واقعہ کی تفصیل حضرت مصلح موعود نے بایں الفاظ بیان فرمائی ہے:

’’پنجاب یونیورسٹی کا ایک پروفیسر تھا جس کا نام مسٹر گوری تھا۔ وہ ایک دفعہ قادیان آیا۔ وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس تحقیقات پر مقرر کیا گیا تھا کہ اپنے ملک کے زمینی اجزاء دیکھ کر معلوم کرے کہ اُن میں کیمیاوی اجزاء کتنے ہیں اور وہ کسی حد تک گندم یا دوسری چیزیں پیدا کر سکتے ہیں؟ وہ مجھے ملا اور کہنے لگا کہ میرا علم اس بارہ میں بڑا وسیع ہے اور آپ کو مجھ جیسا کوئی اور آدمی نہیں ملا ہوگا۔ مجھے گورنمنٹ نے خاص طور پر اس کام کے لئے مقرر کیا ہے اور میری تحقیقات یہ ہے کہ ہمارے

ملک میں ڈھائی سو من تک فی ایکڑ گندم پیدا ہو سکتی ہے اور مجھے اپنی اس تحقیق پر بڑا ناز ہے۔ اس نے لاہور کے پاس ایک بہت بڑی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بنائی تھی۔ وہی جگہ بعد میں ہمیں بھی الاٹ ہوئی تھی اور کچھ عرصہ تک ہماری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھی وہیں رہی۔ جب اس نے یہ بات کہی تو میں نے کہا اڑھائی سو من یہ قرآن کریم ۱۳۵ سے تو پتہ لگتا ہے کہ سات سو من تک پیداوار ہو سکتی ہے۔ وہ یہ سن کر بالکل گھبرا گیا اور کہنے لگا قرآن کریم میں یہ لکھا ہے!!؟ اس نے کہا ہاں! قرآن میں ذکر ہے۔ کہنے لگا پھر مجھے وہ آیت لکھوا دیں۔ چنانچہ میں نے اپنے سیکرٹری کو بلا کر کہا کہ یہ آیت اسے لکھ کر دے دیں۔ وہ کہنے لگا مجھے اس کا بالکل علم نہیں تھا یہ تو بالکل نیا علم ہے اور ابھی ہندوستان میں شروع بھی نہیں ہوا ایک پہلا آدمی ہوں جس نے اس کی تحقیقات شروع کی ہے اور یورپ کی سٹڈی (STUDY) کر کے مجھے اس کام پر مقرر کیا گیا ہے۔ میں نے کہا سات سو من ہی نہیں قرآن کہتا ہے وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لمن یشاء اللہ تعالیٰ چاہے تو سات سو سے بھی بڑھا وے۔ کہنے لگا میری تحقیقات اس وقت تک صرف اتنی ہی ہے کہ ہمارے ملک میں اتنے کیمیاوی اجزاء موجود ہیں کہ فی ایکڑ اڑھائی سو من تک گندم پیدا ہو سکتی ہے مگر جو باہر کی کتابیں میں نے پڑھی ہیں اُن سے چار سو من تک پتہ چلتا ہے۔ میں نے کہا پھر ان کتابوں سے بھی بڑھ کر قرآن کریم میں علم موجود ہے قرآن کہتا ہے کہ فی ایکڑ سات سو من تک گندم ہو سکتی ہے۔“

(سیر روحانی جلد سوم صفحہ ۶۵۔۶۶)

مختصر یہ کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ بصیرت افروز تشریحات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ قرآن کریم علوم و معارف کا وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں انسانیت کی مادی و روحانی بقا کے راز پنہاں ہیں۔ آپؓ نے ثابت کر دکھایا کہ سچا مذہب سائنس سے ڈرتا نہیں بلکہ اسے تحقیق کی دعوت دیتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی آپؓ کی بتائی ہوئی راہ پر چلتے ہوئے قرآن کریم پر غور و تدبر کریں تا کہ دنیا پر اسلام کی سچائی اور کلام اللہ کی عظمت کے نئے افق روشن کر سکیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ قرآنی تاریخ کی حقانیت کا ثبوت اور مستشرقین کے اعتراضات کا مسکت جواب

پی کے امناس مربی سلسلہ نظارت نشرو اشاعت قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ (مصلح موعود) کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپؓ نے اپنے پچاس سالہ دورِ خلافت میں قرآنی مباحث سے متعلق ایسا شاندار اور بے مثال لٹریچر تخلیق کیا جس کی نظیر تاریخِ اسلام میں کم ہی ملتی ہے۔ آپؓ نے ہزاروں بصیرت افروز تقاریر اور ایمان افروز خطبات ارشاد فرمائے جن کا مرکزی نقطہ اور منبع و ماخذ صرف اور صرف قرآنِ کریم تھا۔

آپؓ نے نہ صرف قرآنی تاریخ کی حقانیت کو جدید سائنسی و تاریخی شواہد سے ثابت کیا، بلکہ اسلام پر حملہ آور مستشرقین کے اعتراضات کے ایسے مسکت اور دندان شکن جوابات دیے جنہوں نے باطل کے ایوانوں میں ارتعاش پیدا کر دیا۔

قرآنِ کریم محض اخلاقی تعلیمات کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ ماضی کی تاریخ کا وہ امین ہے جو انسانی تحریف سے پاک ہے۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں مستشرقین نے بائبل کے تقابلی مطالعے کی آڑ میں قرآن کے تاریخی بیانات پر یہ اعتراضات کیے کہ (نعوذ باللہ) یہ قصص سابقہ کتب سے اخذ کردہ ہیں یا ان میں تاریخی تسلسل کی غلطیاں ہیں۔ ایسے وقت میں حضرت مصلح موعودؓ نے خداداد بصیرت سے وہ حقائق دنیا کے سامنے رکھے جنہوں نے ثابت کر دیا کہ قرآن کا ایک ایک لفظ سچائی پر مبنی اور الٰہی وحی کا شاہکار ہے۔

مستشرقین کے اعتراضات
اور حضرت مصلح موعودؓ کا طرزِ استدلال

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تفسیر میں نولڈک تھیوڈور (Noldeke Theodor)، ریورنڈ ویری (Reverend Wherry)، راڈول (Rodwell)، سر ولیم میور اور آرنلڈ جیسے مشہور مستشرقین کے قرآن مجید پر کیے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات دیے ہیں۔ آپؓ نے نہ صرف ان کے اعتراضات کو رد کیا بلکہ اسلام کے بارے میں ان کی جہالت اور عربی زبان کی باریکیوں سے ان کی ناواقفیت کو بھی بے نقاب کیا۔ آپؓ نے ثابت کیا کہ بائبل کے مقابلے میں قرآن کی بیان کردہ تاریخ ہی ہر لحاظ سے مستند ہے۔

مستشرقین اکثر یہ دعویٰ کرتے تھے کہ قرآن نے بائبل کے واقعات کو بیان کرتے وقت ناموں یا زمانوں میں خلط ملط کیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ثابت کیا کہ جہاں بائبل کے تاریخی بیانات آثارِ قدیمہ کی جدید تحقیق سے ٹکراتے ہیں، وہاں قرآن ان کی تصحیح کرتا ہے۔ آپؓ نے قرآنی آیات کے سیاق و سباق سے یہ ثابت کیا کہ قرآن کے بیان کردہ واقعات میں جو منطقی ربط ہے، وہ کسی انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں ہوسکتا۔

حضرت عیسیٰؑ کی تاریخِ پیدائش اور کرسمس کی حقیقت

قرآنی انکشافات کی ایک روشن مثال حضرت عیسیٰؑ کی تاریخِ پیدائش ہے۔ عیسائی دنیا ۲۵ دسمبر کو ولادتِ مسیح مناتی ہے، لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے سورہ مریم کی آیت تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا کی روشنی میں ثابت کیا کہ مسیحؑ کی پیدائش جولائی یا اگست کے مہینے میں ہوئی تھی، کیونکہ کھجوریں اسی موسم میں پکتی ہیں۔

• **انجیل کی شہادت:** انجیل لوقا کے مطابق پیدائش کے وقت چرواہے رات کو کھلے میدان میں گلے کی نگہبانی کر رہے تھے، جو صرف گرمی کے موسم میں ممکن ہے، کیونکہ دسمبر میں فلسطین میں شدید سردی، بارش اور برف باری ہوتی ہے۔

• **جدید محققین کی تائید:** بشپ بارنس (Bishop Barnes) اور دیگر ماہرین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ۲۵ دسمبر کا دن محض ایک قدیم رومن تہوار ''برومالیا'' (Brumalia) سے لیا گیا ہے، جو ان کے زراعت کے دیوتا ''ستارہ عطارد'' (Saturn) کی یاد میں منایا جاتا تھا۔

انبیاء علیہم السلام کی معصومیت کا دفاع

بائبل نے انبیاءؑ کی سیرت کو نہایت بھیانک شکل میں پیش کیا ہے، مثلاً حضرت آدمؑ پر گناہ، حضرت سلیمانؑ پر شرک، حضرت ہارونؑ پر بچھڑا بنانے اور حضرت لوطؑ پر سنگین الزامات لگائے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن کی صفت ''مھیمن'' کے پیشِ نظر ان تمام الزامات کا دفاع کیا اور انبیاء کے نورانی چہروں کو ہر قسم کی غلاظت اور داغوں سے پاک کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ایک عظیم الشان علمی خزانہ

اللہ تعالیٰ نے کیسے آپؓ کے دل پر قرآن کے ان عظیم الشان اسرار کا انکشاف کیا ہے اس ضمن میں آپؓ فرماتے ہیں:

خدا نے میرے دل پر اس عظیم الشان راز کا انکشاف کیا اور میرے دل نے کہا میں نے پا لیا، میں نے پا لیا... میں دنیا کے سامنے ان تمام نعمتوں کو ایک ایک کر کے رکھوں گا اور اسے مجبور کروں گا کہ وہ اس طرف توجہ کرے۔''

آپؓ کی تفسیر نے ثابت کر دیا کہ قرآن کریم قدیم تاریخ کا وہ محفوظ ترین خزانہ ہے جس میں آدمؑ سے لے کر تمام انبیاء کے صحیح حالات اپنی اصلی اور حقیقی رنگ میں موجود ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ثابت کیا کہ قرآنِ کریم کی تاریخ محض ماضی کی داستان گوئی نہیں بلکہ ایک زندہ جاوید معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک تحقیق کے نئے دروازے کھولتا رہے گا۔ آپؓ کے مدلل جوابات نے مستشرقین کے قلم کو کند کر دیا اور ثابت کر دیا کہ:

''قرآن وہ کتاب ہے جس کے سامنے دنیا کے تمام علوم کی تاریخ ہیچ ہے۔''

خدا کا یہ شیر ساری عمر، مخالفین اسلام کو للکارتا رہا مگر کسی کو جرات نہ ہوسکی کہ مرد میدان بن کر آپ کے سامنے آسکے۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود خود فرماتے ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ آپؓ کے پیش کردہ علمی خزانوں سے استفادہ کر کے اپنے ایمان کو جلا بخشیں اور اسلام کا دفاع اسی رنگ میں کریں جیسے آپؓ نے ہمیں سکھایا۔

حوالہ جات:

- تفسیر کبیر، جلد ۴، صفحات ۱۸۴-۱۸۵۔
- سیر روحانی، جلد سوم، صفحہ ۱۱۵-۱۱۶۔
- انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (شکاگو ایڈیشن)۔
- ماہنامہ ''دی پلین ٹرتھ'' (The Plain Truth)، دسمبر ۱۹۵۳ء۔

گوشۂ ادب

شوق مطالعہ جاتا رہا

مطالعہ علم حاصل کرنے کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔اچھی کتابیں پڑھنے سے طبیعت ہشاش بشاش رہتی ہے۔مطالعہ کو روح کی غذا کہا گیا ہے۔جسم کی حیات، روح کی غذا، دماغ کی تندرستی، حافظے کی پختگی اورمعاشرے کی بہتری مطالعہ میں ہے۔علامہ عبد الرحمن جامی فرماتے ہیں:

خوش تر ز کتاب در جہاں یاری نیست
در غم کدہ ء زمانہ غم خواری نیست
ہر لحظہ از و بہ گوشہ ء تنہایی
صد راحتی ہست و ہرگز آزاری نیست

مفہوم: دنیا میں کتاب سے خوب تر کوئی یار اور غم کدہ زمانہ میں اس سے خوب تر کوئی غم خوار نہیں ہے گوشہ ء تنہائی میں ہر لحظہ اس سے سدا راحتیں ملتی ہیں لیکن ہرگز کوئی آزار نہیں ملتا۔

کہتے ہیں جو شخص اچھی کتاب کا صرف چھ منٹ مطالعہ کر لیتا ہے تو اس کا ذہنی دباؤ 70 فیصد کم ہوتا ہے۔مطالعہ کرنے سے دماغ کی ورزش ہوتی ہے۔ ذہن روشن ہوتا ہے۔مقولہ ہے " اگر چھری کو تیز کرنا ہو تو اس کو ریتی کے ساتھ لگاؤ اور اگر دماغ کو تیز کرنا ہے تو کتاب پڑھو "۔ماہرین تعلیم کا کہنا ہے: اچھی کتاب کا پڑھنا صحت مند ہے۔ اس سے نیند بہت اچھی آتی ہے۔سونے سے قبل مطالعہ کرنا مفید ہے۔ ایک امریکی ماہر تعلیم آسٹن فلیپس (Austin Phelps) کا قول ہے: Wear the old coat, Buy the new book۔ پرانا کوٹ پہنو لیکن کتاب نئی ضرور خریدو۔

مطالعہ ہماری پہچان ہوا کرتا تھا۔ اب ہمارے شب و روز موبائل اور انٹرنیٹ کے نذر ہو گئے ہیں۔ ایک دور تھا جب ہمارے ننھے منے بچوں کے ہاتھوں میں کھلونا، پھول، پیام تعلیم اور امنگ وغیرہ جیسے رسالے ہوتے تھے۔آج ان کی جگہ ویڈیو گیم،موبائل، ٹیب اور لیپ ٹاپ نے لے لی ہے۔ ہر گھر میں مذہبی کتابوں کے ساتھ اردو ادب کی کتابیں پائی جاتی تھیں۔لوگوں میں کتابیں خریدنے کا چلن تھا۔ جو اب مفقود ہو رہا ہے۔ پاکیزہ آنچل، مشرقی آنچل اور خاتون مشرق جیسے رسالے خواتین کے پسندیدہ میگزین تھے۔ خط وکتابت کا دور دورہ تھا۔ گھروں میں ادبی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔سینکڑوں اشعار زبان زد عام ہوا کرتے تھے۔شعرو شاعری کی محفلیں منعقد کی جاتی تھیں۔ بڑے بڑے قصیدے اور طویل طویل نظمیں یاد ہوتی تھیں۔ عام گفتگو میں بھی ادب کی چاشنی پائی جاتی۔ بول چال میں اردو محاورے اور کہاوتوں کا استعمال ہوتا۔ اب یہ تمام باتیں قصہ پارینہ بن گئی ہیں۔

اردو صرف ایک زبان نہیں ہماری تہذیب ہے۔ ہماری وراثت ہے۔ہمیں اس کے بقا کی فکر کرنی چاہیے۔یہی قوم کی ترقی کی ضامن ہے۔

بنیادی مسائل کے جوابات

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ سویڈن کی Virtual ملاقات مورخہ 29 اگست 2020ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ملاقات سے ایک روز قبل اسلام مخالف گروپ کی طرف سے سویڈن میں قرآن کریم کے نسخہ کو جلانے کی مذمت، اس کی وجہ اور اس پر ایک احمدی مسلمان کے ردعمل کے بارہ میں راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

یہاں تو سنا ہے کہ کل رات فساد بھی ہوئے ہیں، اس کا اثر تو آپ کے شہر یا علاقہ میں نہیں ہے؟ محترم امیر صاحب سویڈن کے جواب پر کہ رات کو یہ فسادات ہوئے تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات ٹھیک ہیں۔حضور انور نے فرمایا:

اب یہ جو اسلام کے بارہ میں Misconceptions ہے، اس کو آپ نے ہی دُور کرنا ہے۔ یہ جو شخص کھڑا ہوا ہے کہ میں قرآن جلا دوں گا۔ اور اس کو ٹھیک ہے پولیس نے نہیں اجازت دی لیکن ساتھ ہی اسے یہ بھی کہہ دیا کہ اسے اپیل کرنے کا Right ہے، وہ اپیل کر سکتا ہے۔ اور بعض اس کے جو Followers تھے یا اس کے گروپ کے لوگ تھے، انہوں نے پارک میں جا کر کل رات کو قرآن کریم جلا بھی دیا۔ تو یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لئے کہ انہیں پتہ ہی نہیں ہے کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے، قرآن کریم کی تعلیم کیا ہے۔ اور اس لئے کہ مسلمانوں کے جو دہشت گرد عمل ہیں وہ ان کو یہی بتاتے ہیں کہ ہاں یہ شاید قرآن میں ہی ہو گا۔ وہ ایک آیت کو تو پکڑ لیتے ہیں کہ قتال کر دیا جنگ کرو۔ جو باقی دوسرے حکم ہیں کہ کن حالات میں کرو، اس کا ان لوگوں کو کوئی نہیں پتہ۔ تو یہ چیزیں ان لوگوں کو پتہ ہونی چاہئیں۔ اس لحاظ سے بھی آپ تبلیغ کا Plan کریں۔

(قسط نمبر 11، الفضل انٹرنیشنل 12 مارچ 2021ء صفحہ 11)

سوال:

ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ قرآن کریم کے ۳۰ پارے ہونے میں کیا خدائی حکمت ہو سکتی ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۱۰ جنوری ۲۰۲۱ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب ارشاد فرمایا:

جواب:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو آیات اور سورتوں کی شکل میں نازل فرمایا اور آنحضور ﷺ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی رہنمائی سے اس کی موجودہ ترتیب کو قائم فرمایا۔ جہاں تک قرآن کریم کو منازل، پاروں اور رکوعات میں تقسیم کرنے کا معاملہ ہے تو یہ بعد میں لوگوں نے قرآن کریم کو پڑھنے کی سہولت کے پیش نظر مختلف وقتوں میں ایسا کیا۔ اسی لئے قرآن کریم کے قدیم نسخہ جات میں ایسی کوئی تقسیم موجود نہیں

ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ بعض ایسے صحابہ جو اپنی گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے کی بجائے صرف نفلی عبادات میں ہی مشغول رہتے تھے، ان کے بارہ میں اطلاع ملنے پر حضور ﷺ نے انہیں جو نصائح فرمائیں ان میں سارے قرآن کریم کی تلاوت کے لئے بھی حضور ﷺ نے دنوں کی حد بندی فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے بارہ میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ پورے مہینہ میں قرآن مجید ختم کیا کرو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا بیس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ دس دنوں میں ختم کرلیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا پھر سات دنوں میں مکمل کرلیا کرو اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو مشقت میں مت ڈالو کیونکہ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام) بعض کا خیال ہے کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں بعد میں لوگوں نے اپنی سہولت کے لئے قرآن کریم کو تیس پاروں اور سات منازل میں تقسیم کیا تا کہ زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ میں اور کم سے کم سات دنوں میں قرآن کریم کی تلاوت مکمل کرنے والے کے لئے آسانی پیدا ہو سکے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے طلباء اور اساتذہ کی سہولت کے لئے قرون وسطیٰ میں قرآن کریم کو منازل اور پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ اور یہ تقسیم کسی مضمون کے اعتبار سے نہیں بلکہ قرآن کریم کے حجم کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی رکوعات میں تقسیم کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ کام حجاج بن یوسف کے زمانہ میں ہوا اور بعض روایات کے مطابق یہ تقسیم حضرت عثمانؓ نے فرمائی تھی۔ نیز یہ کہ نمازوں کی رکعات میں ایک خاص حصہ قرآن کی تلاوت کی سہولت پیدا کرنے کے لئے رکوعات کی یہ تقسیم کی گئی۔ بہر حال جو بھی ہو، یہ امر متحقق ہے کہ قرآن کریم کی یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی حضور ﷺ کی بیان فرمودہ ہے، بلکہ بعد کے زمانوں کی تقسیم ہے، اسی لئے عرب اور غیر عرب دنیا کے مختلف علاقوں میں شائع ہونے والے قرآن کریم کے نسخہ جات میں بعض پاروں کی تقسیم میں فرق بھی پایا جاتا ہے۔ البتہ اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس تقسیم سے نہ تو قرآن کریم کے مطالب سمجھنے میں کوئی فرق پڑتا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کی صداقت اور حقانیت پر کوئی حرف آتا ہے۔

(قسط نمبر ۳۰، الفضل انٹرنیشنل ۱۱ مارچ ۲۰۲۲ء صفحہ ۱۱)

سوال:

ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں استفسار کیا کہ بارہ بجے سے ایک بجے تک نیز جب سورج نکل رہا ہو تو قرآن کیوں نہیں پڑھنا چاہیئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۱۶ مئی ۲۰۲۱ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب:

آپ کے خط میں بیان اوقات میں قرآن کریم پڑھنے سے تو کہیں منع نہیں کیا گیا۔ البتہ دن کے تین اوقات میں (جب سورج طلوع ہو رہا ہو، جب سورج غروب ہو رہا ہو اور دوپہر کے وقت جب سورج عین سر پر ہو) آنحضور ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور حضور ﷺ نے اس ممانعت کی وجہ بھی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عبسہ السلمی روایت کرتے ہیں:

قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَاَجْهَلُهُ اَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ

حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ

(صحیح مسلم کتاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا باب اسلام عمرو بن عبسہ)

یعنی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے اس بارہ میں بتائیے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور میں اس سے بے خبر ہوں۔ مجھے نماز کے بارہ میں بتائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز پڑھو، پھر نماز سے رُکے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور بلند ہو جائے کیونکہ جب یہ طلوع ہو رہا ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی گواہی دی جاتی ہے اور اس میں حاضر ہوا جاتا ہے یہاں تک کہ سایہ کم ہو کر نیزہ کے برابر ہو جائے۔ پھر نماز سے رُکے رہو یقیناً اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی گواہی دی جاتی ہے اور اس میں حاضر ہوا جاتا ہے یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔ پھر سورج کے غروب ہونے تک نماز سے رُکے رہو کیونکہ اس وقت سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پس ان تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ لیکن قرآن کریم پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ اس لئے قرآن کریم آپ بے شک جس وقت چاہیں پڑھیں، اس میں کوئی روک نہیں ہے۔

(قسط نمبر ۳۶، الفضل انٹرنیشنل ۱۷ جون ۲۰۲۲ء صفحہ ۱۱)

سوال :

ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بعض احادیث جن میں مردوں کے لئے لوہے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت آئی تھی پیش کر کے اس مسئلہ کے بارہ میں حضور انور سے رہنمائی چاہی، اور اس ضمن میں نوجوان لڑکوں کے فیشن کے طور پر ہاتھوں میں کڑے وغیرہ پہننے کا بھی ذکر کیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۱۴ دسمبر ۲۰۱۶ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب:

میں نے اس بارہ میں تحقیق کروائی ہے۔ آپ کی ارسال کردہ احادیث سنن ابی داؤد میں بیان ہوئی ہیں۔ جبکہ صحیح بخاری میں بعض ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ وہ لوہے کی انگوٹھی حق مہر کے طور پر دے کر عورت سے نکاح کر لے۔ اسی طرح سنن ابی داؤد میں یہ احادیث بھی موجود ہیں کہ حضور کی اپنی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی لپٹی ہوئی تھی۔ مذکورہ بالا احادیث کی تشریح میں علمائے احادیث نے یہ بھی لکھا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کی کراہت والی حدیث ضعیف ہے، نیز یہ کہ اگر لوہے کی انگوٹھی پہننا حرام ہوتا تو جس طرح حضور ﷺ نے مرد کے لئے سونا پہننا منع فرمایا ہے، اسی طرح لوہے کے پہننے کی بھی واضح طور پر ممانعت بیان فرماتے۔ البتہ نوجوان لڑکوں کا ہاتھوں میں کڑے وغیرہ پہننا تو ویسے ہی ناپسندیدہ فعل ہے اس لئے آپ نے جو اس بارہ میں لڑکوں کو توجہ دلائی ہے بہت اچھا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

(قسط نمبر ۴، الفضل انٹرنیشنل ۱۸ دسمبر ۲۰۲۰ء صفحہ ۱۲)

فتاویٰ مصلح موعودؓ

الزام زنا میں شہادت

سوال:ایک صاحب نے الزام زنا کے متعلق شہادت اور اس کے اثرات وغیرہ کے متعلق استفسار کیا ہے؟

جواب:

فرمایا۔ دنیا کی سزا اصل میں فتنہ کو روکنے کے لئے ہے ورنہ اصل سزا ’’مالک یوم الدین‘‘ کا کام ہے۔ اسلام نے دنیا میں سزا صرف اس لئے رکھی ہے کہ فتنہ کا سد باب ہو جائے اور جس جگہ فتنہ مکمل نہ ہو وہاں سزا دینے کا کوئی حق نہیں ۔ اگر الزام زنا میں چار گواہ شہادت دے دیں تو خواہ ملزم بے گناہ ہی ہو اسے سزا دیدی جائے گی۔ کئی مقدمات ایسے ہوتے ہیں کہ مجسٹریٹ مجرم سمجھ کر سزا دے دیتا ہے اور سزا دہی کے لئے شہادت بھی کافی ہوتی ہے مگر حقیقت میں سزا پانے والا بے گناہ ہوتا ہے۔ بعض جرائم ایسے ہی ہوتے ہیں جن میں ایک شاہد کافی ہوتا ہے مثلاً میں جارہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ زید بکر کو مار رہا ہے۔ پس اس کے لئے چار شاہدوں کی ضرورت نہیں۔ میں بحیثیت مجسٹریٹ خود اپنی شہادت پر ہی اسے سزا دے سکتا ہوں ۔ دراصل وہ جرائم جن میں چار گواہوں کی شہادت اسلام میں قرار دی گئی ہے وہ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے جرائم ہیں اور ایسے جرائم میں گواہوں کو مجسٹریٹ خود نہیں بلا سکتا جب تک وہ خود بطور مدعی پیش نہ ہوں۔ اور یہ نہ کہیں کہ ہم فلاں بات کے گواہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ فلاں شخص پر مقدمہ چلایا جائے۔ لیکن مقدمہ شروع ہونے کے بعد اگر ان میں سے ایک بھی الزام لگانے سے انکار کر جائے تو باقی تین کو سزا ملے گی جیسا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہوا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اگر پہلا ہی گواہ مکر جائے تو باقی اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی شہادت بند کر دیں اور کہہ دیں کہ ہم اب شہادت دینا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر پہلے وہ الزام زنا میں شہادت دے چکے ہوں اور چوتھا مکر جائے تو شہادت دینے والوں کو سزا دی جائے گی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسی طرح ہوا تھا کہ تین گواہوں کے بعد جب چوتھے کی باری آئی تو اس کی شہادت مشتبہ پائی گئی۔ اس پر شہادت دینے والوں کو سزا دی گئی۔ دراصل شریعت کا منشاء یہ ہے کہ ایسی باتوں کی اشاعت نہ کی جائے۔

سوال: عرض کیا گیا کہ آیا قاضی کو کوئی بات بتانا بھی قذف کا مستحق بناتا ہے یا صرف لوگوں میں اشاعت کرنا؟

جواب: فرمایا۔ رپورٹ کرنا اور چیز ہے۔ اس کے ماتحت دوسرا مجرم نہیں قرار پا سکتا ہے۔ مگر مقدمہ کے طور پر اگر معاملہ لے جایا جائے اور پھر چار عینی گواہوں کے ذریعہ ثابت نہ کیا جائے تو یہ جرم ہے اور شریعت نے اس کی سزا رکھی ہے۔

سوال :عرض کیا گیا کہ کیا ایسی شہادت کو دوسروں سے مخفی رکھنے کا حکم ہے؟

جواب:

فرمایا۔ مجھے تو کوئی ایسا حکم معلوم نہیں بلکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کے واقعہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو سننے کی اجازت ہے کیونکہ اس موقعہ پر حضرت علیؓ کی موجودگی بھی ثابت ہے۔ چنانچہ آتا ہے انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ چونکہ تینوں گواہ صحابیؓ ہیں اس لئے انہیں سزا نہ دی جائے مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ پر ضرور عمل کروں گا۔

بات یہ تھی کہ پہلے تین گواہوں نے تو الزام کی تائید میں گواہی دی مگر چوتھے نے کہا کہ میں نے یہ واقعہ دیکھا تو ہے مگر میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کوئی غیر عورت تھی یا اس کی اپنی بیوی تھی۔ اس شہادت نے پہلے تینوں گواہوں کو سزا کا مستحق بنا دیا۔

(الفضل ۶ اجون ۱۹۳۱ء - جلد ۱۸ نمبر ۱۴۵ صفحہ ۵)

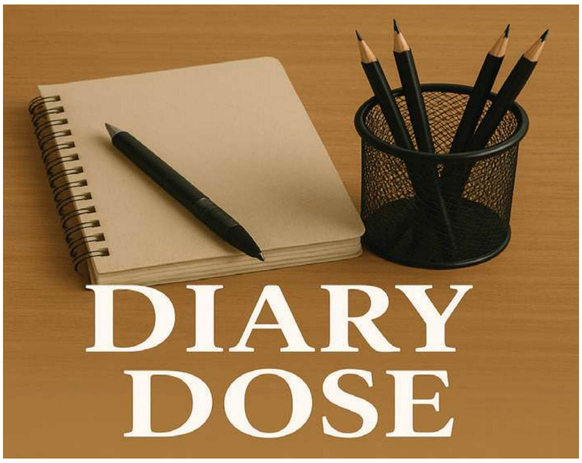

عثمان مؤمن صاحب:

حضور میرا سوال ہے کہ کچھ خدام و اطفال مسجد سے دور ہوجاتے ہیں کیونکہ اُن کے والدین اُن کو مسجد نہیں لے کر آتے۔ جب یہ ہوجاتا ہے، اِن خدام و اطفال سے تعلق بنانا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ اس معاملہ کے متعلق پیارے حضور کی کیا راہنمائی ہے؟

حضور انور: اگر وہ اپنے والدین کی وجہ سے جماعت سے دور ہو چکے ہیں تو پھر جماعتی نظام کے تحت اور انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ایک مشترکہ اور مربوط کوشش ہونی چاہئے تاکہ اُن والدین یا بزرگوں کی تربیت کرسکیں۔ اُن (نظام جماعت / عہدیداران) کو اُن کی شکایات کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ عمومی طور پر والدین میں جماعت سے اس وجہ سے دوری ہوجاتی ہے کیونکہ عہدیداران سے اُن کی ذاتی رنجشیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اگر عہدیداران اچھے ہوں تو وہ (والدین) بھی بدل جائیں گے۔ تو عہدیداران کا کام ہے کہ وہ اُن لوگوں کے شبہات اور رنجشوں کو دور کرنے والے ہوں۔ جب اُن کی اصلاح ہوجائے گی تو بچوں کی بھی اصلاح ہوجائے گی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کو منصوبہ بندی کرنی چاہئے کہ اِن خدام و اطفال کے ساتھ ایک ذاتی تعلق یا دوستی ہو۔ صرف اُن کو مسجد یا میٹنگز یا اجتماعات پر آنے کے لئے نہیں کہنا بلکہ اگر آپ کی کھیلنے کی جگہیں ہوں اور آپ وہاں فٹ بال یا کسی اور کھیل کھیلنے کے لئے جمع ہوں تو آپ اُن سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ادھر کھیلنے کے لئے آجاؤ۔ تو جب وہ آپ کے پاس آنا شروع ہوجائیں گے تو وہ آپ سے ایک حد تک جُڑ جائیں گے۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اُن کا جماعت سے اور آپ سے تعلق بہتر ہوجائے گا۔ تو خدام الاحمدیہ کے تمام عہدیداروں کو ایک ٹیم تشکیل دینی چاہئے تاکہ وہ لوگ جو جماعت سے اتنا زیادہ نہیں جُڑے ہیں اُن سے ذاتی روابط قائم کرنے کی کوشش کریں اور اس طریقہ سے وہ آپ کے قریب آجائیں گے۔ لیکن اس سے پہلے جماعت کی مکمل انتظامیہ کے تحت ایک مربوط کوشش ہونی چاہئے یعنی جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے تحت، جس کے ذریعہ سے وہ اُن کے والدین کے شبہات اور رنجشوں کو دور کرسکیں اور لجنہ بھی یہ کرے اور اگر وہ اصلاح کرجاتے ہیں تو وہ جماعت سے جُڑ جائیں گے اور بچے بھی مسجد آنا شروع ہوجائیں گے۔ ورنہ ہوسکتا ہے کہ آپ بچوں کو (جماعت سے) جوڑنے میں کامیاب ہوجائیں لیکن کچھ وقت کے بعد اُن کے والدین اُن کو کہیں کہ نہیں تم کو مسجد جانے کی اجازت نہیں۔ اگر وہ پندرہ سال سے کم ہوں، اگر وہ اِس سے اوپر ہوں تو وہ اپنا فیصلہ خود کرسکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہمیں پوری فیملی کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں مشترکہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

(This week with huzoor 11 march 2022)

نبیل قمر صاحب:

حضور میرا سوال یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth میں فرماتے ہیں کہ ”الہام بھی دراصل انسان کی نفسیاتی کیفیت کا ایک عمل ہے۔ فرق یہ ہے کہ یہ عمل صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے حکم اور ارادہ سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔“ میرا سوال یہ ہے کہ ہم ایک دہریہ یا سائنسدان کو کیسے یقین دلا سکتے ہیں کہ ایک انسان کی کوئی کیفیت اُس کی اپنی سوچ ہے یا خدا کا حکم یا مرضی اُس میں شامل ہے؟

حضور انور نے فرمایا: میرا خیال ہے آپ نے اتنا حصہ پڑھ لیا ہے باقی حصہ نہیں پڑھا اس کتاب کا۔

نبیل احمد صاحب: شروع کی ہے

حضور انور: پھر پورا پڑھ لو تو تمہیں جواب مل جائے گا وہاں۔ سارا پڑھیں گے ناں تو جواب مل جائے گا۔ بات یہ ہے کہ سائنسدان کو بھی الہام ہوتا ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس پہ بھی ایک مضمون لکھا ہوا ہے۔ چار حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک نبی کی روحانی جس کا ارتقاء ہوتا ہے۔ جس کو روحانی ترقی ملتی ہے اور روحانی معیار حاصل ہوتے ہیں اور ایک غیر نبی کی جس کو دنیاوی لحاظ سے معیار حاصل ہوتے ہیں اور بعض جو سائنسدان جو چیزیں ایجاد کرتے ہیں وہ بھی ایک الہامی کیفیت ہی ہوتی ہے اُن کے اوپر وہ بھی وحی کی صورت میں اُن کے دماغ میں آتی ہے اور وہ سوچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس پہ راہنمائی کر دیتا ہے۔ اگر اردو پڑھنی نہیں آتی ناں تو اِس کا انگلش ترجمہ بھی اس مضمون کا میرا خیال ہے پچھلے سال کے دسمبر کے Review of Religions (ماہانہ رسالہ) اُس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ مضمون بھی ہے۔ تو چھوٹا سا دو تین صفحے ہیں وہ پڑھ لیں گے تو آپ کو جواب بھی مل جائے گا اُس میں کہ غیر نبی کو کس طرح الہام ہوتا ہے اور نبی کو کس طرح ہوتا ہے۔ وہی دلیل آپ دوسروں کو دیں کہ تمہاری جو سوچ ہے وہ جب سوچتا ہے انسان اُس پہ غور کرتا ہے تو وہ الہامی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لکھا ہے کہ بعض دفعہ قرآن کریم کی آیتیں بھی بعض لوگوں کو الہام ہو جاتی ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ بہت بڑے نیک آدمی کو ہو عام آدمی کو بھی ہو جاتی ہیں۔ تو اُس کو بتانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے اور نازل کرتا ہے۔ عام جو عقل مند انسان ہے وہ تو سوچ لیتا ہے کہ ہاں اگر مجھے وحی ہو سکتی ہے اس طرح اور نازل ہوا ہے تو نبیوں کو بھی ہوتی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس طرح اپنی شریعت اتارتا ہے اور بتاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف مستقل جھکے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی اُن کو فکر ہوتی ہے اُن پہ اللہ تعالیٰ وحی کر کے پھر اُس کے حل بتاتا ہے۔ جس طرح شریعت اتاری اور وہ تو اتارنی تھی کامل شریعت آنحضرت ﷺ پہ بعض تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتا دیں باتیں بعض پرانی شریعتوں کی باتیں وضاحت کر کے بتا دیں آنحضرت ﷺ کو۔ بعض ہو سکتا ہے سوال بھی اٹھے ہوں تو اُن کے جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرما دیئے۔ اسی طرح باقی انبیاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو وحی اور الہام اسی طرح ہوتا ہے۔ اسی طرح سائنسدان سوچتے ہیں۔ اور سوچنے کے بعد ایک چیز پر جب غور کر رہے ہوتے ہیں تو اُس کے بعد ایک دم اُن کے ذہن میں خیال آتا ہے جو اُن کے ذہن میں خیال آتا ہے جس طرح Archimedes کہتا ہے جی میں نہا رہا تھا اور ایک مسئلہ اُس سے حل نہیں ہو رہا تھا۔ اُس نے اُس غسل خانے میں نہاتے نہاتے، اُس کو جو نہاتے وقت خیال آیا کہ مسئلہ اس طرح حل ہوتا ہے۔ اُس نے کہا پا لیا پا لیا اور غسل خانے سے باہر نکل گیا نعرے مارتا ہوا کہ میں نے مسئلہ حل کر دیا ہے۔ اسی طرح اور سائنسدان ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب وہ سوچتے ہیں کسی بات کو اور اُس پہ غور کرتے ہیں اور وہ فائدے کے لئے ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کی مدد کرتا ہے اور اُن کو اُس کا حل سمجھاتا ہے۔ اور جو حل سمجھاتا ہے اللہ تعالیٰ اُسی کا نام الہام ہے وہ secular لوگوں کے لئے الہام ہے وہ روحانیت سے اُس کا تعلق نہیں۔ اس کا دنیا سے تعلق ہے۔ تو یہ چیزیں ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہیں۔ ایک روحانیت کی دنیا ایک مادی دنیا۔ جہاں روحانی دنیا میں اللہ تعالیٰ الہام کے ذریعہ سے سمجھاتا ہے وہاں مادی دنیا میں بھی نئی ایجادیں کرنے والوں کو الہام کے ذریعہ سے سمجھاتا ہے۔ یہی بات اُن کو کہنی ہے کہ تم جس کو کہتے ہو تمہارے دماغ نے سوچا ہم اُس کو کہتے ہیں کہ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے دماغ میں ڈالا۔ اور یہ الہامی کیفیت ہے اور یہی نفسیات انسان کی ہے کہ جب وہ سوچتا ہے تو اُس کا وہ حل اللہ تعالیٰ پھر اُس کو بتا دیتا ہے۔ تو بہرحال حضرت مصلح موعودؓ کا مضمون ہے اس پہ وہ بھی پڑھ لو اور اس کو بھی غور سے پڑھو Revelation والی کتاب کو تو آپ کو جواب تفصیلی بھی وہاں سے مل جائے گا۔

(This week with huzoor 1 april 2022)

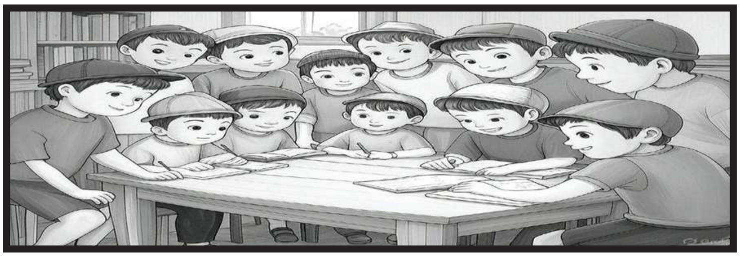

بزم اطفال

والدین کی اطاعت میں اللہ کی خوشنودی ہے

ایک شہر میں حارث احمد نام کا ایک ذہین اور فرماں بردار بچہ رہتا تھا۔ اسے کتابیں پڑھنے اور نئی باتیں سیکھنے کا بہت شوق تھا اور وہ عموماً اپنی کلاس میں اول آتا تھا۔ البتہ اس میں ایک کمزوری تھی—جلدی بازی اور ضد۔ وہ بعض اوقات اپنی مرضی کو والدین کے مشورے پر ترجیح دے دیتا تھا۔

ایک دن اسکول سے آکر اس نے اپنے والد سے کہا،

''ابو! میرے دوست نئے موبائل فون لے رہے ہیں، مجھے بھی چاہیے۔'' والد نے نرمی سے جواب دیا،

''بیٹا، اس وقت ہمارے لیے یہ ممکن نہیں۔''

مگر حارث کے دل میں ضد بیٹھ گئی اور اس نے خود ہی کوئی راستہ نکالنے کا سوچا۔

کچھ دن بعد اسکول میں ''نوجوان کاروباری ایوارڈ'' کے مقابلے کا اعلان ہوا۔ حارث نے والدین کو بتائے بغیر ایک دوست سے ادھار لے کر سستے فون بیچنے کا کام شروع کر دیا، تاکہ خود فون خرید سکے۔ لیکن جلد ہی معلوم ہوا کہ کمپنی دھوکے باز ہے۔ فون ناقص نکلے اور خریدار شکایت کرنے لگے۔ حارث کی جمع پونجی بھی ڈوب گئی اور وہ سخت پریشان ہو گیا۔

ماں نے اس کی پریشانی محسوس کی تو اس نے ساری بات بتا دی۔ ماں نے پیار سے سمجھاتے ہوئے قرآنِ کریم کی یہ آیت سنائی:

''وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا'' (بنی اسرائیل: 24)

یعنی اللہ نے اپنے ساتھ والدین سے حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ حارث کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اگلے دن اس نے والد سے معافی مانگی۔ والد نے شفقت سے کہا، ''غلطی ہو جانا بری بات نہیں، اس سے سبق نہ لینا برا ہے۔''

والد کے مشورے سے حارث نے ایک نیا اور بہتر کام شروع کیا۔ دونوں نے مل کر محلے کے بچوں کے لیے ایک ''قرضہ مفت کتب خانہ'' بنایا۔ حارث نے پرانی کتابیں جمع کیں اور بچوں میں علم بانٹنے لگا۔ جلد ہی یہ کتب خانہ مشہور ہو گیا۔

جب حارث نے اسی منصوبے کو اسکول کے مقابلے میں پیش کیا تو جج اس کے مقصد اور اخلاقی پیغام سے بہت متاثر ہوئے اور اسے ''سماجی خدمت ایوارڈ'' دیا گیا۔

حارث نے سب سے پہلے اپنے والدین کا شکریہ ادا کیا۔ والد نے مسکرا کر کہا،

''بیٹا، جب کام والدین کی رضامندی اور اللہ کی خوشنودی کے لیے کیا جائے تو کامیابی خود ملتی ہے۔''

سبق:

ماں باپ کی اطاعت میں اللہ کی رضا ہے۔ جو بچہ والدین کے مشورے پر عمل کرتا ہے، اللہ اسے بہتر راستے دکھاتا ہے۔

قادیان
تبلیغی گر پر مبنی ڈسکشن پروگرام مجلس خدام الاحمدیہ کے زیرِ اہتمام

مورخہ 18 جنوری 2026 بروز اتوار بعد نماز مغرب وعشاء بمقام نور الدین لائبریری کانفرنس ہال، مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام ایک تبلیغی سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ خطبہ جمعہ 12/ دسمبر 2025 کے پیش نظر خدام داعیان الی اللہ کو تبلیغِ اسلام کے اصول، اسلوب اور عملی پہلوؤں پر مفصل رنگ میں تبادلہ کیا گیا۔ سیمینار زیر صدارت مکرم نیاز احمد نایک صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منعقد ہوا۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور نظم سے ہوا، جس کے بعد گفتگو کو باقاعدہ پینل ڈسکشن کی صورت دی گئی۔ معزز اراکینِ پینل نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کے تقاضوں، موجودہ حالات میں داعیانِ الی اللہ کی ذمہ داریوں اور موثر دعوتِ الی اللہ کے طریقوں پر جامع اور بصیرت افروز اظہارِ خیال کیا۔ اس موقع پر حاضرین کے سوالات کے تسلی بخش اور مدلل جوابات بھی دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پروگرام نہایت مفید اور کامیاب رہا۔ پینل میں مکرم سلیق احمد نایک صاحب مہتمم تبلیغ مجلس خدام لاحمدیہ بھارت، مکرم گیانی مبشر احمد خادم صاحب استاد جامعہ احمدیہ قادیان، مکرم سید احیاء الدین صاحب مربی سلسلہ ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام قادیان شامل گفتگو تھے۔

آخر میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے اختتامی کلمات ادا فرمائے اور دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

(مہتمم مقامی قادیان)

شعبہ وقف نو کے زیرِ اہتمام مقابلہ حفظِ شرائطِ بیعت منعقد

مورخہ 25/ جنوری 2026 کو مسجد اقصیٰ، قادیان میں قادیان کے واقفین نو و واقفات نو کا ''مقابلہ حفظِ شرائطِ بیعت'' کا اہتمام کیا گیا۔ اس مقابلہ میں کل 139 وقف نو و واقفات نو نے شرکت کی، جبکہ 51 وقف نو و واقفات نو نے مکمل دس شرائطِ بیعت خوش اسلوبی سے سنائیں۔

واقفین نو کا مقابلہ مسجد اقصیٰ کے فرسٹ فلور میں اور واقفات نو کا مقابلہ مسجد اقصیٰ کے بیسمنٹ میں منعقد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقابلہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

(سیکرٹری وقف نو قادیان)

Muhammad (sa): The Great Exemplar

'Conquest of Makkah'

Summary of the Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul Masih V(aba) on 27th June 2025 at Masjid Mubarak, Islamabad, Tilford, UK

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad(aba) said that in the previous sermon, he mentioned how the Holy Prophet(sa) reached near Makkah with his army and set up camp undetected.

Obedience of the Believers & How it Affected Abu Sufyan

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) instructed for 10,000 fires to be lit. When Abu Sufyan and his comrades saw this, they grew worried. Upon the insistence of Hazrat Abbas(ra), Abu Sufyan agreed to go with him to meet the Holy Prophet(sa). Abu Sufyan was worried that Hazrat Umar(ra) might kill him upon seeing him; however, the Holy Prophet(sa) had already instructed his Companions not to kill Abu Sufyan. Seeing the numbers accompanying the Holy Prophet(sa) had a profound impact of Abu Sufyan, who just a few years prior had seen the Muslims with hardly any numbers. When the Holy Prophet(sa) saw Abu Sufyan, he said that he should spend the night and he would meet with him in the morning.

His Holiness(aba) said that the next morning, when Abu Sufyan saw the Muslims preparing for the morning prayer offered right before dawn, he grew worried that perhaps they were preparing some new form of punishment for him, as he'd never seen this sight before. However, he was reassured that they were only preparing for the prayer. Then, Abu Sufyan saw the thousands of Muslims offering prayer, following the Holy Prophet's (sa) every action. When he asked Hazrat Abbas(ra) about this, he was told that even if the Holy Prophet(sa) were to tell the Muslims to stop eating, they would immediately follow him. Abu Sufyan said that he had visited some of the greatest rulers in the land; however, he had never seen followers as loyal and prepared to follow their leader.

His Holiness(aba) said that then Abu Sufyan was taken to the Holy Prophet(sa), who asked if he had not by now realised that there is none worthy of worship except Allah. Abu Sufyan replied

that he realised if there had been another god, he would have helped him and the Makkans by now. The Holy Prophet(sa) then asked if Abu Sufyan had not realised that Muhammad(sa) was the Messenger of Allah. To this, he said that he still had some doubts about that. Nonetheless, Abu Sufyan went on to pledge allegiance to the Holy Prophet(sa). It was then, after the Conquest of Makkah, that Abu Sufyan's(ra) heart was completely opened for Islam.

Protection Granted to the Makkans & Peaceful Entrance of the Muslims

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) was then asked by Hakim bin Hizam(ra) whether he had brought this large army to destroy the Makkans. The Holy Prophet(sa) said that he trusted that the conquest and victory at Makkah, and the downfall of the Hawazin would all be tended to by God through the Holy Prophet(sa). Then, Abu Sufyan(ra) asked if the Makkans would be safe if they were not to raise their swords. The Holy Prophet(sa) said yes, and that anyone who remained in their homes would remain safe. The Holy Prophet(sa) went on to say that anyone who was in Abu Sufyan's(ra) home and anyone who went inside the Ka'bah would be protected. Similarly, those who laid down their arms, those who closed the doors to their homes, and those who were inside the home of Hakim bin Hizam would all be safe and protected.

His Holiness(aba) said that when Abu Sufyan(ra) and Hakim bin Hizam(ra) were returning to Makkah, Hazrat Abbas(ra) expressed his doubt about Abu Sufyan's acceptance of Islam. The Holy Prophet(sa) said that he should be brought back so that he may properly learn about Islam and so that he may see the complete breadth of the Muslim army. When all the contingents of the Muslim army, divided according to tribe, set out, and Abu Sufyan(ra) saw them, Abu Sufyan(ra) asked about each of them. When the final contingent passed by, which also included the Holy Prophet(sa), Abu Sufyan(ra) asked if he had commanded his army to fight. The Holy Prophet(sa) replied, saying that this was a day of mercy, on which God would grant honour to the Ka'bah and true respect to the Quraish.

His Holiness(aba) said that Hazrat Abbas(ra) sought permission from the Holy Prophet(sa) to go ahead and invite the Makkans to Islam. The Holy Prophet(sa) granted permission, and so Hazrat Abbas(ra) went ahead and invited the Makkans to accept Islam, and told them about the large army that accompanied the Holy Prophet(sa). When Abu Sufyan's(ra) wife Hind saw Abu Sufyan(ra) accompanying the Muslims, she stepped forward, held him by the beard and called for the Makkans

to kill him. Abu Sufyan(ra) said that now was not the time for such things, and told her that she should go to her home so that she may remain protected, as he had come with an army so powerful, the likes of which had never been seen in Arabia.

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) appointed various contingents to enter Madinah from various points and to raise their flag there. The Holy Prophet(sa) instructed all the commanders to ensure that they did not engage in battle, and to only fight if someone approached and attacked them.

His Holiness(aba) said that one Makkan started putting on his armour. When his wife asked what he was doing, he said he was preparing to fight the Muslims. His wife wisely advised him that this army was not to be fought with and that he should stand down. The man told his wife that he would certainly capture one of the Muslims as a slave and bring him to her. She again pleaded with him not to fight against the Holy Prophet(sa) and his companions, but he stubbornly insisted. When Hazrat Khalid bin Walid(ra) entered from his appointed point along with the contingents he was leading, a contingent of the Makkan army stood before them to stop their way and started launching arrows at them. The contingents of the Muslim army defended themselves, ultimately leading to a swift defeat of the disbelievers. That same man who had promised his wife to bring her a Muslim slave fled back to his home and told his wife to close the door. She asked him what happened to all of his tall claims, to which he remorsefully responded, saying she had not seen the great Muslim army.

Beautiful Retribution of Hazrat Bilal(ra)

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) had someone announce the ways in which the Makkans could seek protection; by laying down their arms, by going into their homes and closing their doors, by entering the homes of Abu Sufyan(ra) and Hakim bin Hizam(ra) and by entering the Ka'bah. As the Holy Prophet(sa) saw the Makkans entering into protection in these ways, he certainly would have recalled the cruelties that had taken place in those very streets just a few years prior. The same Bilal(ra) who was dragged through the streets a few years prior had now returned to those very streets as a member of this great Muslim army. And so, the Holy Prophet(sa) would certainly have to take revenge, but he did so in a most beautiful manner. The Holy Prophet(sa) granted a flag to Abu Ruwaihah(ra) and instructed Hazrat Bilal(ra) to announce that anyone who stood under the flag of Abu Ruwaihah(ra) would also be protected. How wise and beautiful this was. These streets had not been a place of protection

for Bilal(ra), who would have a rope tied to his ankle and be dragged through the streets. The Holy Prophet(sa) knew that Hazrat Bilal(ra) must have had thoughts of revenge going through his mind, and he had to remain mindful of his loyal companion. At the same time, this revenge had to be according to the honour of Islam. Hence, the Holy Prophet's (sa) revenge for Bilal(ra) was not through the sword, but it was by handing the flag to Bilal's(ra) brother, and then appointing Bilal(ra) to announce that anyone who stood under his brother's flag would be protected. How beautiful a revenge this was.

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) entered Makkah from the mountainous path of Azakhir. When he saw the glistening of swords, he reminded the Muslims that he had instructed that there should be no battle. He was informed that Khalid bin Walid's(ra) contingents had been attacked first by the Makkans, and they had to defend themselves. To this, the Holy Prophet(sa) replied that Allah's decision is best. In other words, God wished to show the Makkans that they would not be able to use force to stop the Muslims from entering Makkah.

His Holiness(aba) stated that he would continue to mention these details in the future.

Funeral Prayer

His Holiness(aba) said that he would lead the funeral prayer of the following deceased member:

Aminah Shanas

Aminah Shanas, wife of Inamullah Sahib from Lahore. She is survived by her husband, son and four daughters. Her son is serving as a missionary in Senegal and, due to being in the field of service, was unable to attend his mother's funeral. He says that his mother was very virtuous, given to prayer and fasting, regularly recited the Holy Qur'an, and had profound love for Khilafat. She enjoined her children to write letters to the Caliph. She was very hospitable and took better care of them, even if it was beyond her means to do so. She was also very loving towards her non-Ahmadi neighbours, even if they showed opposition to Ahmadiyyat. She was very supportive of her husband in his services to the Community. She was regular in offering financial contributions, even on behalf of deceased family members. One of her non-Ahmadi neighbours said that she treated her like a sister, and her children considered her to be their aunt. She served in her locality as the Finance Secretary and rendered great services. His Holiness(aba) prayed that may Allah grant her forgiveness and mercy. May Allah grant her son, who couldn't attend her funeral, patience and forbearance. May Allah make all her children the recipients of her prayers.

(Summary prepared by The Review of Religions)

The Advent of the Promised Messiah & The Fulfilment of a Grand Prophecy

Laeeq Ahmad Naik , Murabbi Silsila

The period in which the Holy Founder of the Ahmadiyya Muslim Community appeared is often described as Faij-e-Aawaj—an age marked by spiritual darkness. At that time, Muslims themselves had largely drifted away from the true teachings of Islam, while its adversaries were relentlessly employing every possible means to undermine and eradicate it. Attacks were launched not only against Islam as a faith but also against the noble character of its Holy Founder, Hazrat Muhammad (peace and blessings of Allah be upon him), with the clear intention of demoralizing Muslims and shaking their confidence.

From an early stage of his life, the Holy Founder of the Ahmadiyya Community, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace be upon him), rose to confront these challenges through both his pen and his speech. With extraordinary courage and conviction, he dedicated himself to demonstrating the truth, vitality, and superiority of Islam over all other religions. He answered the objections of Islam's critics in a most compelling manner and openly invited opponents to engage in reasoned debate and divine signs. Yet, very few possessed the courage to respond to his call.

The Challenge and the Sign

In this context, during the 1880s, prominent leaders of the Arya Samaj—such as Munshi Inderman of Moradabad and Master Murli Dhar—entered into discussions and debates with Hazrat Promised Messiah (as.) regarding the truthfulness of Islam. They demanded a tangible sign to prove that Islam was indeed a living and divinely supported religion. Accepting this challenge, Hazrat Promised Messiah (as.) resolved to seek a heavenly sign through earnest supplication. For this purpose, he withdrew into seclusion for forty days at Hoshiarpur, devoting himself entirely to prayer.

Allah the Almighty, in His infinite mercy, accepted these sincere and humble prayers and granted him the glad tidings of a magnificent sign.

While still in Hoshiarpur, he received the divine revelation foretelling the birth of a son from his own progeny—a son who would be endowed with extraordinary qualities and distinctive attributes.

According to this divine promise, the promised son would be a manifestation of Allah's majesty and mercy. He would grow rapidly, both physically and spiritually, and would resemble his father in beauty and benevolence. Through him, the grandeur of the Holy Quran and the greatness of Allah would be firmly established in the world. He would be endowed with firm resolve, exceptional intelligence, and vast knowledge—both spiritual and worldly. He would be righteous, dignified, and majestic, and through him nations would be blessed, while the oppressed and downtrodden would find deliverance.

(Advertisement, February 20, 1886)

With full certainty derived from divine revelation, Hazrat Promised Messiah (as.) presented this prophecy as a decisive sign to his opponents and ensured its wide publication.

Birth of the Promised Son

Subsequently, on January 12, 1889, Allah the Almighty manifested this prophecy with the birth of that blessed son—Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad (ra), later known as Hazrat Musleh Mauood, the second Khalifa of the Ahmadiyya Muslim Community.

In due course, the prophecy was fulfilled in its entirety. The foretold qualities became vividly evident in his noble personality. His heart overflowed with love for Allah and His Messenger (peace and blessings be upon him), and his soul was illuminated by deep attachment to and understanding of the Holy Quran. He progressed with remarkable speed and emerged as a powerful instrument for establishing the supremacy of the Word of Allah throughout the world. His intellectual and spiritual stature was such that no scholar of his time could successfully challenge him.

Despite persistent efforts by opponents to hinder his mission, Allah the Almighty, through His sheer grace, rendered all such attempts futile and openly manifested the steadfastness and lofty resolve of Hazrat Musleh Mauood (ra). His virtues and exalted status became so unmistakably clear that not only his followers but even his fiercest critics were compelled to acknowledge his greatness. By divine favor, his renown spread across the globe, and people from diverse regions and backgrounds became deeply impressed by his personality and achievements.

Impressions from the Arab World (1924)

In the following pages, we shall briefly

present the views and impressions of individuals from various walks of life who bore witness to the remarkable personal qualities and towering stature of Hazrat Musleh Mauood (ra).

In 1924, on his journey to Europe, Huzoor stayed in Arab countries. During his stay in Arab countries, the press gave him extensive coverage. Here are some of the reviews of the Arab press.

Widely published newspaper "Akhbaar Al-Qabas", Damascus, wrote in its August 8, 1924 issue:

"Indian delegation comprising of great religious scholars and learned people, led by the Imam of Ahmadiyya community, Mirza Bashiruddin Ahmad, arrived in the Capital (Damascus) and stayed in Central Hotel. During our audience with him, we observed his depth of religious knowledge, superior stature and his great devotion and dedication to Islamic interests and related matters."

Testimony of an Opponent

Huzoor was also endowed with great facility in the knowledge of worldly as well as spiritual fields of learning. He was also of very high resolve. Even his opponents have admitted this, for example,

Khwaja Hasan Nizami paints his picture like this:

"Most of the time he is sick. But these illnesses do not in any way interfere with his proficiency. Even in worst times of opposition, he kept his cool and continued with his mission and established his Mogul audacity and also established that Mogul race has got special talent of administration. He has got political astuteness and is also very strong in religious knowledge and sagacity. He is also well versed with military profession, that is, he is expert in both intellectual as well as lettered warfare."

(Adil, Delhi, 24 April 1933 as reported in Khalid, November 1955).

The Demise of Hazrat Musleh Mau'ood

According to the prophecy he completed the task assigned to him by Allah in the best possible way and was finally raised to heaven to be in the presence of Almighty Allah, his Lord. Inna Lillahe wa Inna Ilaihe Rajayoon.

In short, he was a source of mercy and blessings for his followers as well as non-believers, and the wise and learned in the world were fully aware of his status and value. Therefore, at his demise, not only the press and non-believers in his own country but people from all over the world acknowledged his services and mourned his death. Some of these observations are presented below.

At the news of his passing away, the President of Pakistan, Field Marshal

Mohammad Ayub Khan, sent the following condolence telegram:

"Mirza Nasir Ahmad Sahib, Rabwah! I am grieved to learn of sad demise of Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad. May his soul rest in peace and God grant you and member of your family and his followers courage to bear this loss.

Mohammad Ayub Khan."

A condolence message received from Mr. Malik Ameer Mohammad Khan, Governor of West Pakistan, read:

"Mirza Nasir Ahmad, Rabwah. Deeply grieved to learn of sad news of your revered father Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad. Please accept yourself and convey to other members of family and Ahmadiyya community my heartfelt condolence and sympathies in this great loss. May the departed soul rest in peace.

Malik Ameer Mohammad Khan, Governor West Pakistan."

A large number of newspapers carried obituaries with the news of his demise.

Fulfilment of the Prophecy

The prophecy required that the Musleh Mau'ood find fame in the corners of the earth. Such a large-scale mention of his demise clearly illustrates that he had indeed attained worldwide recognition. The prophecy, therefore, was fulfilled in him in all its grand details.

Let us humbly pray that Allah elevate him in ranks in Jannatul Firdaus and count him among His very chosen servants. May we become able to mould our lives as he wished us to serve the cause of Ahmadiyyat. Ameen.

Prop. Mahmood Hussain
Cell : 9900130241
MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire
Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

SAR
REAL ESTATE
LAYOUT PROMOTERS
Coimbatore
Contact : +91 93603 68000, +91 94424 25103

science Corner

How Your Last Actions at Night Shape Your Brain

Most of us think sleep is just "switching off." But in reality, the brain becomes highly active after we close our eyes. What many people don't realize is that the last 30–60 minutes before sleep strongly decide how our brain will function the next day. Neuroscientists often call sleep the brain's "save button." Research shows that whatever we do or feel before sleeping is replayed and stored more deeply in the brain. This means the last things you watch, read, think, or feel get special priority.

If you end the day scrolling on your phone, watching disturbing content, or worrying, your brain enters sleep in stress mode. Such habits raise cortisol, the stress hormone, which blocks melatonin, the chemical that brings deep, healing sleep. The result is a foggy, irritable, and restless brain the next day.

But calm activities before sleep — reading, prayer, quiet reflection, or gratitude — increase melatonin and serotonin. These chemicals allow the brain to clean itself, stabilize emotions, and strengthen memory. Studies even show that information learned just before sleeping is remembered much better because the brain continues to process it during the night.

Beautifully, modern science matches what Islam taught long ago.

In a question on how can one alleviate feelings of anxiety, Huzur answered:

"The Holy Prophet (Peace and blessings of Allah be upon him) has stated that when a person going to sleep, they should recite prayers. Before going to sleep, one should recite Ayatul kursi two or three times and blow over yourself.

Then read the three "Qul's" (last three chapters of the Holy Quran). Ponder over it, the three Qul's contain attributes of Allah and how to safeguard oneself from vice and how to stay safe from evil.

It mentions how to remain protected from misfortunes, it mentions the divine power of Allah the Almighty.

When one thinks about all these things before sleeping that one's anxieties will be dispelled."

(This week with Huzur 19 December 2025)

Why Water Is Your Body's Best Fuel

We often talk about protein, vitamins, and workouts — but the most powerful health booster is something we usually ignore: water. Nearly 60% of the human body is made of water, and every single system depends on it.

Water is essential for digestion and nutrient absorption. When you eat food, water helps break it down and carries vitamins, minerals, and glucose to your cells. Without enough water, even a perfect diet won't give full benefits.

It also plays a major role in energy and performance. When you are even slightly dehydrated, your blood becomes thicker, oxygen delivery drops, and muscles get tired faster. That's why dehydration causes fatigue, headaches, and low stamina. Athletes and students both need good hydration for better focus and physical output.

Water is also the body's natural detox system. Your kidneys use water to flush out toxins through urine. Your skin releases waste through sweat. Your intestines need water for smooth bowel movements. Less water means more toxins, constipation, and even kidney stones.

Your brain is nearly 75% water, so hydration directly affects memory, concentration. Studies show that dehydration increases anxiety, irritability, and brain fog. Many people feel low or tired simply because they haven't drunk enough water.

Water even supports weight control. Drinking water before meals reduces overeating and boosts metabolism. It also helps burn fat more efficiently.

Clear or light-colored urine means good hydration. Dark urine means drink up!

REPORTS
From across India

ملکی رپورٹس

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat Celebrates 77th Republic Day with Spirit and Service

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya (MKA) Bharat, commemorated the 77th Republic Day of India with a nationwide display of patriotism, discipline, and humanitarian service.

Inspired by the Islamic teaching that "Love for one's country is a part of faith," thousands of Ahmadi Muslim youth across the country marked the occasion by combining prayers with practical service to the nation. The celebrations reflected a deep respect for India's democratic values and constitutional spirit.

Key Highlights of the Republic Day Observances:

Flag Hoisting Ceremonies

Ride for Peace initiatives promoting harmony and unity

Blood Donation Camps.

Visits to Hospitals and Orphanages to serve the needy

Waqar-e-Amal (Cleanliness Drives) to promote civic responsibility

Majalis from Kashmir, Kerala, Qadian, Odisha, Jharkhand, Chennai, Osmanabad, Uttar Pradesh, and Bengal actively participated in these programmes with great enthusiasm and dedication.

Refresher Course organised by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Kozhikode

Alhamdulillah, the Refresher Course of Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Kozhikode–Wayanad was successfully held on Sunday, 11 January 2026 at Darussalam masjid. The session was honoured by the presence and guidance of Kozhikode Respected Sulthan Naseer sb Muballigh Silsila Kozikhode Respected Waseem sb, Regional Qaid Roshan Ahamed A sb, and Naib Mohatamim Maal Ameer Zain sb.

شعبہ خدمت خلق کے تحت نور ہسپتال قادیان میں فری میڈیکل کیمپ کے انعقاد کی تصاویر

ماہانہ میٹنگ مجلس خدام الاحمدیہ کولگام زون بی کشمیر کی چند تصاویر

مجلس خدام الاحمدیہ خوردہ اڈیشہ کی طرف سے ریفریشر کورس کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد مہاراشٹر کی یوم جمہوریہ مناتے ہوئے ایک تصویر

مجلس خدام الاحمدیہ ورنگل تیلنگانہ کی طرف سے یوم جمہوریہ کے موقع پر بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انعقاد

Volume 9 FEBRUARY 2026 CE Issue 2

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

”خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہو گا اور مظہر الحق والعلا ہو گا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا“

(تحفۂ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲)

Published on 12th February 2026

Chairman & Editor
Niyaz Ahmad Naik
Manager: Mudassir Ahmad Ganai

Registered with Registrar
of Newspapers of India at
PUNBIL/2017/74323Postal
Registration No. GDP-046/2024-26

Annual Subscription:
$220 (20/Copy) By Air
$50 Weight : 40-100
gms/issue

PH: +91-1872-220139 Email: mishkatqadian@gmail.com